

اہل اسلام، اہل حق، اہل سنت و جماعت
کے سچے معتقدات کے بیان و تبيين پر مشتمل

دل شاہ عقیدے

یعنی

رسالہ مبارکہ نافعہ

اعتقاد الاحباب فی الجمیل و المصطفیٰ والآل و الاحباب

۱۲۹۸ھ

تصنیف لطیف

امام اہلسنت، مجدد دین و ملت، مؤید ملت طاہرہ اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ

احمد رضا خان صاحب قادری بریلوی قدس اللہ تعالیٰ سرہ و افاض علینا نورہ

ترتیب و ترتیب

خلیل العلماء مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی المارہری

فرید بک ٹرال ۴۰ اردو لاہور
بازار، لاہور

اہل اسلام، اہل حق، اہل سنت و جماعت
کے سچے معتقدات کے بیان و تبيين پر مشتمل

دلِ شاہِ عقیدے

یعنی

رسالہ مبارکہ نافعہ

اعتقاد الاحباب فی الجمیل و المصطفیٰ والآل و الاصحاب

۱۲۹۸ھ

تصنیف لطیف

امام اہلسنت، مجدد دین و ملت، مؤید سنت طاہرہ اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ
احمد رضا خان صاحب قادری برکاتی بریلوی قدس اللہ تعالیٰ سرہ و افاض علینا نورہ

تزیین و ترتیب

خسلیل العلماء مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی المارہری

دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد پاک

نام کتاب	دس عقیدے
تصنیف	اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ
ترجمہ	مفتی محمد خلیل خاں برکاتی قدس سرہ
ناشر	فریدی بک سٹال ۴۰ - اردو بازار لاہور
مطبع	حامد اینڈ کمپنی پرنٹرز لاہور
قیمت	۵۰/۷ روپے

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	عنوان
۲	کچھ اپنے متعلق	عرض مترجم
۲	حضرت مصنف سے متعلق چند حقائق	امام احمد رضا قدس سرہ
۵	تحمید اللہ - تجذیبی	حمد و نعت
۶	ذات و صفات باری تعالیٰ	عقیدہ اولیٰ
۱۵	سب سے اعلیٰ، سب سے اولیٰ	عقیدہ ثانیہ
۲۶	صدر نشینان بزم عز و جاہ	عقیدہ ثالثہ
۲۹	اعلیٰ طبقہ ملک مقربین	عقیدہ رابعہ
۳۲	اصحاب سید المرسلین و اہل بیت کرام	عقیدہ خامسہ
۳۵	ونکف عن ذکر الصحابة الا بخیر	تنبیہ ضروری
۴۲	عشرہ مبشرہ و خلفائے اربعہ	عقیدہ سادسہ
۶۲	مشاجرات صحابہ کرام	عقیدہ سابعہ
۷۲	امامت صدیقی اکبر	عقیدہ ثامنہ
۷۸	ضروریات دین	عقیدہ ناسعہ
۸۲	مانی ہوئی باتیں چار قسم ہوتی ہیں	فائدہ جلیل
۸۵	شرعیات و طریقت	عقیدہ عاشرہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِكَ الْكَرِیْمِ

خدا در انتظارِ حمدِ ما نیست محمد چشمِ بر راهِ شنا نیست
 خدا مدحِ آفرینِ مصطفیٰ بس محمد، حامدِ حمدِ خدا بس
 مناجاتے اگر باید بیاں کرد بہ بیتے ہم قناعت می توان کرد
 محمد! از تو می خواہم خدا را
 الہی از تو، حُبِّ مصطفیٰ را

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ - وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی

سَيِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ - وَالِیْهِ الطَّيِّبِیْنَ الظَّاهِرِیْنَ - وَصَحْبِهِ الْمُكْرَمِیْنَ

الْمُعْظَمِیْنَ - وَاَوْلِیَاءِ اُمَّتِهِ وَعُلَمَآءِ مِلَّتِهِ وَعَلٰیئِنَّا مَعَهُمْ اَجْمَعِیْنَ



عرض بہت محرم

امام اہل سنت امام احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ کے رسالہ مبارکہ "اعتقاد الہی" کی زیارت و مطالعہ سے یہ فقیر جب پہلی بار حال ہی میں شرفیاب ہوا تو معانی خیال آیا کہ بتوفیقہ تعالیٰ اسے نئی ترتیب اور اجمالی تفصیل کے ساتھ عامۃ الناس تک پہنچایا جائے تو ان شاء اللہ تعالیٰ اس سے عوام بھی فیض پائیں۔ نصرت الہی کے بھروسہ پر قدم اٹھایا اور بغیضان اساتذہ کرام، نہایت قلیل مدت میں اپنی مصروفیات کے باوجود کامیابی سے سرفراز ہوا۔

میں اپنے مقصد میں کہاں تک کامیاب ہوا، اس کا فیصلہ آپ کریں گے اور میری کوتاہی و قصور علمی آپ کے خیال مبارک میں ہے تو اس سے اس بیچدراں کو مطلع فرمائیں گے۔ اور اس حقیقت کے اظہار میں یہ فقیر فخر محسوس کرتا ہے کہ اس رسالہ مبارکہ میں حاشیے بین السطور اور تشریح مطالب (جو اصل عبارت سے جدا، قوسین میں محدود ہے اور اصل عبارت خط کشیدہ) جو کچھ پائیں گے وہ اکثر و بیشتر مقامات پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ ہی کے کتب و رسائل اور حضرت استاذی، و استاذ العلماء، صدر الشریعہ مولانا الشاہ امجد علی قادری برکاتی و ضوی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور زمانہ کتاب "بہار شریعت" سے ماخوذ ملحقہ ہے۔

امید ہے کہ ناظرین کرام اس فقیر کو اپنی دعائے خیر میں یاد فرماتے رہیں گے کہ سفر آخرت درپیش ہے اور یہ فقیر خالی ہاتھ، خالی دامن، بس ایک اٹھن کا سہارا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ وہی بگڑی بنائیں گے ورنہ ہم نے تو کمانی سب عیبوں میں گنوائی ہے۔

والسلام

العبد محمد خلیل خاں قادری البرکاتی المارہری عفی عنہ

عقیدہ اولیٰ

ذات و صفات باری تعالیٰ

حضرت حق سبحانہ و تبارک و تعالیٰ شانہ واحد ہے (اپنی ربوبیت

والوہیت میں۔ کوئی اس کا شریک نہیں۔ وہ کتنا ہے اپنے افعال میں۔ مصنوعات کو
تنبہ اسی نے بنایا۔ وہ اکیلا ہے اپنی ذات میں۔ کوئی اس کا تقسیم نہیں۔ یگانہ ہے
اپنی صفات میں۔ کوئی اس کا شبیہ نہیں۔ ذات و صفات میں یکتا و واحد مگر)

نہ عدد سے (کہ شمار و گنتی میں آسکے اور کوئی اس کا ہم ثانی و جنس کہلا سکے
تو اللہ کے ساتھ۔ اس کی ذات و صفات میں، شریک کا وجود، محض وہم انسانی
کی ایک اختراع و ایجاد ہے)

خالق ہے (ہر شے کا ذوات ہوں خواہ افعال۔ سب اسی کے پیدا
کیے ہوئے ہیں)

نہ علت سے (اس کے افعال نہ علت و سبب کے محتاج۔ نہ اس کے فعل
کے لیے کوئی غرض۔ کہ غرض اس فائدہ کو کہتے ہیں جو فاعل کی طرف رجوع کرے اور
نہ اس کے افعال کے لیے غایت۔ کہ غایت کا حاصل بھی وہی غرض ہے۔

فعال ہے (ہمیشہ جو چاہے کر لینے والا۔)

نہ جوارح (دآلات) سے (جب کہ انسان اپنے ہر کام میں اپنے جوارح یعنی
اعضائے بدن کا محتاج ہے۔ مثلاً علم کے لیے دل و دماغ کا۔ دیکھنے اور سننے کیلئے

آنکھ، کان کا۔ لیکن خداوند قدوس کہ ہر پست سے پست آواز کو سنتا، اور ہر باریک سے باریک کو کہ خرد بین سے محسوس نہ ہو دیکھتا ہے۔ مگر کان آنکھ سے اس کا سنتا دیکھتا اور زبان سے کلام کرنا نہیں کہ یہ سب اجسام ہیں۔ اور جسم و جسمانیات سے وہ پاک۔

قریب ہے (اپنے کمالِ قدرت و علم و رحمت سے)

نہ (کہ) مسافت سے (کہ اس کا قرب باپ و پیمائش میں سما سکے)

ملک (سلطان و شہنشاہ زمین و آسمان) ہے مگر بے وزیر۔

جیسا کہ سلاطین دنیا کے وزیر باتدبیر ہوتے ہیں کہ اس کے امور سلطنت میں اس کا

بوجھ اٹھاتے اور ماتمقہ بٹاتے ہیں)

والی (ہے۔ مالک و حاکم علی الاطلاق ہے۔ جو چاہے اور جیسا چاہے

کے مگر)

بے مشیر (نہ کوئی اس کو مشورہ دینے والا۔ نہ وہ کسی کے مشورہ کا محتاج۔ نہ

کوئی اس کے ارادے سے اسے باز رکھنے والا۔ ولایت، ملکیت، مالکیت، حاکمیت

کے سارے اختیارات اسی کو حاصل۔ کسی کو کسی حیثیت سے بھی اس ذات پاک پر دسترس نہیں

ملک و حکومت کا حقیقی مالک کہ تمام موجودات اس کے تحت ملک و حکومت ہے اور اس

کی مالکیت و سلطنت دائمی ہے۔ جسے زوال نہیں)۔

حیات و کلام و سمع و بصر و ارادہ و قدرت و علم (کہ اس

کے صفات ذاتیہ ہیں اور ان کے علاوہ، تکوین و تخلیق و رزاقیت یعنی مارنا، جلانا

صحت و نیا، بیمار، ڈالنا، غنی کرنا، فقیر کرنا۔ ساری کائنات کی ترتیب فرمانا اور ہر

چیز کو بتدریج، درجہ بدرجہ، اس کی فطرت کے مطابق، کمالِ مقدار تک پہنچانا یا گھٹانے

ان کے مناسب احوال روزی رزق مہیا کرنا)

وغیرہا (صفات جن کا تعلق مخلوق سے ہے اور جنہیں صفات اضافیہ اور صفات فعلیہ بھی کہتے ہیں) جنہیں صفات تخلیق و تکوین کی تفصیل سمجھنا چاہیے۔ اور صفات سلبیہ یعنی وہ صفات جن سے اللہ تعالیٰ کی ذات منزہ اور مبرا ہے مثلاً وہ جاہل نہیں عاجز نہیں، بے اختیار و بے بس نہیں۔ کسی کے ساتھ متحد نہیں جیسا کہ برف پانی میں گھل کر ایک ہو جاتا ہے۔ غرض وہ اپنی صفات ذاتیہ۔ صفات اضافیہ اور صفات سلبیہ)

تمام صفات کمال سے ازلاً ابداً موصوف (ہے)

اور جن طرح اس کی ذات قدیم ازلی ابدی ہے اس کی تمام صفات بھی قدیم ازلی ابدی ہیں اور ذات و صفات باری تعالیٰ کے سوا سب چیزیں حادث و نو پیدا یعنی پہلے نہ تھیں پھر موجود ہوئیں۔ صفات الہی کو جو مخلوق کہے یا حادث بتائے گمراہ ہے (دین ہے)

(اس کی ذات و صفات) **تمام شیون** (تمام نقائص تمام کوتاہیوں) **وشین**

وغیب (ہر قسم کے نقص و نقصان) سے اولاً و آخراً بری۔

(کہ جب وہ مجتمع ہے تمام صفات کمال کا۔ جامع ہے ہر کمال و خوبی کا، تو کسی عیب، کسی نقص، کسی کوتاہی کا اس میں ہونا محال۔ بلکہ جس بات میں نہ کمال ہو نہ نقصان وہ بھی اس کے لیے محال)

ذات پاک اس کی ند و ضد (نظیر و مقابل)

شبیہ و مثل (مشابہ و مماثل)

کیف و کم (کیفیت و مقدار)

شکل و جسم و جہت و مکان و اند

(غایت و انتہا اور)

زمان سے منزہ

(جب عقیدہ یہ ہے کہ ذات باری تعالیٰ قدیم ازلی ابدی ہے اور اس کی تمام صفات بھی قدیم ازلی ابدی ہیں تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ وہ ان تمام چیزوں سے جو حادث ہیں یا جن میں مکانیت ہے یعنی ایک جگہ سے دوسری طرف نقل و حرکت۔ یا ان میں کسی قسم کا تغیر یا یا جانا۔ یا اس کے اوصاف کا متغیر ہونا۔ یا اس کے اوصاف کا مخلوق کی اوصاف کے مانند ہونا۔ یہ تمام امور اس کے لیے محال ہیں۔ یا یوں کہیے کہ ذات باری تعالیٰ ان تمام حوادث و حواشی سے پاک ہے جو خاصہ بشریت ہیں)

نہ والد ہے نہ مولود

(نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ کسی کا بیٹا کیونکہ کوئی اس کا مجانس و ہم جنس نہیں اور چونکہ وہ قدیم ہے اور پیدا ہونا حادث و مخلوق کی شان ہے۔)

نہ کوئی شے اس کے جوڑ کی۔

(یعنی کوئی اس کا سمتا کوئی اس کا عدیل نہیں۔ مثل و نظیر و شبیہ سے پاک ہے اور اپنی ربوبیت والوہیت میں صفات عظمت و کمال کے ساتھ موصوف)

اور جس طرح ذات کریم اس کی، مناسبت ذات سے مبرا
اسی طرح صفات کمالیہ اس کی، مشابہت صفات سے معزاً۔

(اس کا ہر کمال عظیم اور ہر صفت عالی۔ کوئی مخلوق کیسی ہی اشرف و اعلیٰ ہو اس کی شریک کسی حیثیت سے — کسی درجہ میں نہیں ہو سکتی)۔
مسلمان پر لا الہ الا اللہ ماننا، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو احد صمد، لا شریک لہ جانتا فرض اول و مدار ایمان ہے۔ کہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔

نہ ذات میں کہ لا الہ الا اللہ (اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں)

نہ صفات میں کہ لیس کمثلہ شیء۔ اس جیسا کوئی نہیں

نہ اسماء میں کہ هل تعلم له سبباً کیا اس کے نام کا دوسرا جانتے ہو؟

نہ احکام میں کہ ولا یُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ اَحَدًا (اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا)

نہ افعال میں کہ هل من خالق غیر اللہ کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق ہے۔

نہ سلطنت میں کہ ولو یکن له شریک فی الملک اور بادشاہی میں کوئی اس

کا شریک نہیں۔

تو جس طرح اس کی ذات اور ذاتوں کے مشابہ نہیں۔ یوں اس کی صفات بھی

صفات مخلوق کے مماثل نہیں۔

اور یہ جو ایک ہی نام کا اطلاق اس پر اور اس کی کسی مخلوق پر دیکھا جاتا ہے

جیسے علیم، حکیم، حلیم، کریم، سمیع، بصیر اور ان جیسے اور، تو یہ محض لفظی موافقت

ہے۔ نہ کہ معنوی شرکت۔ اس میں حقیقی معنی میں کوئی مشابہت نہیں و لہذا مثلاً

اوروں کے علم و قدرت کو

اس کے علم و قدرت سے (محض لفظی یعنی)

فقط ع۔ ل۔ م۔ ق۔ د، ر، میں مشابہت ہے (نہ کہ شرکت معنوی)

اس (صوری و لفظی موافقت) سے آگے (قدم بڑھے تو)

اس کی لغات و کبیر (برتری و کبریائی)

کا سر پر دہ، کسی کو بار نہیں دیتا (اور کوئی اس کی شاہی بارگاہ کے ارد گرد بھی

نہیں پہنچ سکتا۔ پرندہ وہاں پر نہیں مار سکتا۔ کوئی اس میں دخل انداز نہیں)

تمام عزتیں اس کے حضور لپست۔

دفرشتے ہوں یا جن یا انسان یا اور کوئی مخلوق۔ کوئی بھی اس سے بے نیاز نہیں

سب اس کے فضل کے محتاج ہیں۔ اور زبان حال و قال سے اپنی پستیوں، اپنی احتیاجوں کے

معرّف اور اس کے حضور سائل۔ اس کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلائے ہوئے اور ساری مخلوقات
 چاہے وہ زمینی ہو یا آسمانی اپنی اپنی حاجتیں اور مرادیں اسی حق تعالیٰ سے طلب کرتی ہے (

اور سب ہستیاں اس کے آگے نیست (نہ کوئی ہستی ہستی، نہ کوئی وجود وجود)

كُلُّ هَالِكٍ اِلَّا وَجْهَهُ

(بقاصف اس کے وجہ کریم کے لیے ہے باقی سب کے لیے فنا۔ باقی باقی۔ باقی فانی)

وجود واحد (اسی حی و قیوم ازلی ابدی)

موجود واحد (وہی ایک حی و قیوم ازلی ابدی)

باقی سب اعتبارات ہیں (اعتبار کیجیے تو موجود ورنہ محض معدوم)

ذرات اکوان (یعنی موجودات کے ذرہ ذرہ) کو

اس کی ذات سے ایک نسبت مجہولہ الکیف ہے (نامعلوم الکیفیت)

حس کے لحاظ سے من و تو (ما و شما اور این و آن) کو

موجود و کاشن کہا جاتا (اور ہست و بود سے تعبیر کیا جاتا) ہے۔

اگر اس نسبت کا قدم در میان سے اٹھالیں۔ ہست، نیست اور بود، نابود ہو

جائے کسی ذرہ موجود کا وجود نہ رہے۔ کہ اس پرستی کا اطلاق روا ہے)

اور اس کے آفتاب وجود کا ایک پر تو (ایک ظل ایک عکس ایک شعاع)

ہے کہ۔

کائنات کا ہر ذرہ نگاہ ظاہرین میں جلوہ آرائیاں کر رہا ہے۔

(اور اس تماشا گاہ عالم کے ذرہ ذرہ سے اس کی قدرتِ کاملہ کے جلوے

ہو رہے ہیں)۔

اگر اس نسبت پر تو سے۔

(کہ ہر ذرہ کون و مکان کو اس آفتاب وجود حقیقی سے حاصل ہے)

قطع نظر کی جائے (اور ایک لمحہ کو اس سے نگاہ ہٹالی جائے)

تو عالم ایک خواب پریشاں کا نام رہ جائے۔

ہو کا میدان۔ عدم بحت کی طرح سنان (محض معدوم و یکسر ویران) تو مرتبہ

وجود میں صرف ایک ذاتِ حق ہے باقی سب اسی کے پر تو وجود سے موجود ہیں۔ مرتبہ کون میں نور امدی آفتاب ہے اور تمام عالم اس کے آئینے۔ اس نسبت فیضان کا قدم، درمیان سے نکال لیں تو عالم دفعۃً فناً محض ہو جائے کہ اسی نور کے متعدد پرتوں نے بے شمار نام پائے ہیں۔ ذات باری تعالیٰ واحد حقیقی ہے۔ تغیر و اختلاف کو اصلاً اس کے سراپردہ عزت کے گرد بار نہیں۔ پر مظاہر کے تعدد سے یہ مختلف صورتیں، بے شمار نام، بے حساب آثار پیدا ہیں۔ نور احدیت کی تابش غیر محدود ہے۔ اور چشم جسم و چشم عقل دونوں وہاں نابینا ہیں۔ اور اس سے زیادہ، بیان سے باہر، عقل سے وراء ہے)

موجود واحد ہے نہ وہ واحد جو چند (ابعاض و اجزاء) سے مل کر مرکب ہوا۔

(اور شئی واحد کا نام اس پر روا ٹھہرا۔)

نہ وہ واحد جو چند کی طرف تحلیل پائے

(جیسا کہ انسان واحد یا شئی واحد کہ گوشت پوست و خون و استخوان وغیرہا اجزاء و ابعاض سے ترکیب پا کر مرکب ہوا اور ایک کہلایا۔ اور اس کی تہلیل و تجزی اور تجزیہ، انھیں اعضاء و اجزاء و ابعاض کی طرف ہو گا جن سے اس نے ترکیب پائی اور مرکب کہلایا۔ کہ یہی جسم کی شان ہے۔ اور ذات باری تعالیٰ عز و شانہ جسم و جسمانیات سے پاک و منزہ ہے)

نہ وہ واحد، جو بہ تہمت حلول عینیت

(کہ اس کی ذات قدسی صفات پر یہ تہمت لگائی جائے کہ وہ کسی چیز میں حلول

کیے ہوئے یا اس میں سمائی ہوئی ہے یا کوئی چیز اس کی ذات احدیت میں حلول کیے ہوئے اور اس میں پیوست ہے اور یوں معاذ اللہ وہ

اوج وحدت (وحدانیت و یکتائی کی رفعتوں) سے
حضیض انینیت (دوئی اور اشتراک کی پستیوں میں اتر)

آئے۔ ہو ولا موجود الا هو

آیتہ کریمہ سبحانہ و تعالیٰ عما یشرکون

(پاکی اور برتری ہے اسے ان شریکوں سے۔)

جس طرح شرک فی الالوہیت کو رد کرتی ہے۔

(اور بتاتی ہے کہ خداوند قدوس کی خدائی اور اس معبود برحق کی الوہیت و بوبیت میں کوئی شریک نہیں۔ هُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ اِلَهُ دَنِي الْاَرْضِ اِلَهُ - وہی آسمان والوں کا خدا اور وہی زمین والوں کا خدا۔ تو نفس الوہیت و بوبیت میں کوئی اس کا شریک کیا ہوتا؟ اس کی صفات کمال میں بھی کوئی اس کا شریک نہیں۔ لیس کمثلہ سنیٰ اس جیسا کوئی نہیں)

یونہی (یہ آیتہ کریمہ) اشتراک فی الوجود کی نفی فرماتی ہے۔

تو اس کی ذات بھی مستزہ اور اس کی تمام صفات کمال بھی مبرا و منقطع عن الوجود سے جو اہل شرک و جاہلیت اس کی جانب منسوب کرتے ہیں۔ حق یہ ہے کہ وجود اسی ذات برحق کے لیے ہے۔ باقی سب کمال و پر تو۔

غیر تش غیر در جہاں نہ گذاشت

لاجرم عین جملہ معنی شد

(اور وحدت الوجود کے جتنے معنی اور جس قدر مفہیم، عقل میں آسکتے ہیں وہ یہی ہیں کہ وجود واحد، موجود واحد، باقی سب اسی کے مظاہر اور آئینے کہ اپنی حد ذات میں اصلاً وجود و ہستی سے بہرہ نہیں رکھتے۔ اور حاش ثم حاش۔ یہ معنی برگز نہیں کہ من و تو، ما و شما، این و آن، ہر شے خدا ہے۔ یہ اہل اتحاد کا قول ہے جو ایک فرقہ کافروں کا ہے۔ اور پہلی بات مذہب ہے اہل توحید کا۔ کہ اہل اسلام و صاحب ایمان حقیقی ہیں)



عقیدہ ثانیہ

سب سے اعلیٰ، سب سے اولیٰ

بائیں ہمہ

اگر اس کی ذات کریم، دوسری ذات کی مناسبت سے معرا ہے اور اس کی صفات عالیہ اوروں کی صفات کی مشابہت سے مبرا (

اس نے اپنی حکمت کاملہ (ورحمۃ شاملہ) کے مطابق

عالم (یعنی ماسوی اللہ) کو جس طرح وہ (اپنے علم قدیم ازلی سے)

جانتا ہے۔ ایجاد فرمایا

(تمام کائنات کو خلقت وجود بخشا۔ اپنے بندوں کو پیدا فرمایا انھیں، کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں، زبان وغیرہ عطا فرمائے اور انھیں کام میں لانے کا طریقہ الہام فرمایا۔ پھر اعلیٰ درجہ کے شریف جوہر، یعنی عقل سے ممتاز فرمایا۔ جس نے تمام حیوانات پر انسان کا مرتبہ بڑھایا۔ پھر لاکھوں باتیں ہیں جن کا عقل ادراک نہیں کر سکتی تھی۔ لہذا انبیاء بھیج کر کتابیں اتار کر، ذرا ذرا سی بات بتادی۔ اور کسی کو عذر کی کوئی جگہ باقی نہ چھوڑی)

اور مکلفین کو

(جو تکلیف شرعی کے اہل، امر و نہی کے خطاب کے قابل، بالغ عاقل ہیں)

اپنے فضل و عدل سے دو ذوقے کر دیا

قَدِیْنِیْۤ اِنِّیْ الْجَنَّةِ (ایک جنتی دنیا جی، جس نے حق قبول کیا)

وَفَرِّقْ بَيْنِي وَبَيْنَ آلِ كَافِرِينَ (دوسرا جنمی و مالک جس نے قبول حق سے جی چرایا)

اور جس طرح پر تو وجود (موجود یعنی حق جل جلالہ)

سے سب نے بہرہ پایا (اور اسی اعتبار سے وہ بہت و موجود کہلایا)

اسی طرح فریق جنت کو، اس کے صفات کمالیہ سے نصیبہ خاص ملا۔

(دنیا و آخرت میں اس کے لیے فوز و فلاح کے دروازے کھلے اور علم و فضل خاص کی

دولتوں سے اس کے دامن بھرے)

دَبَّتَانِ (مدرسہ) عَلَمِكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ

(اور دارالعلوم علم انسانی ما لَمْ يَعْلَمُ)

میں تعلیم فرمایا (کہ جو کچھ وہ نہ جانتا تھا اسے سکھایا پھر)

وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا (اور رنگ آمیزیاں کیں۔)

کہ اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم اس پر جلوہ گستر یا۔ مولائے کریم نے گوناگوں نعمتوں سے اسے نوازا۔ بے شمار فضائل و محاسن سے اسے سنوارا۔ قلب و قالب، جسم و جاں، ظاہر و باطن کو رذائل اور فضائل قبیحہ مذمومہ سے پاک صاف اور محامد و اخلاق حسنہ سے اسے آراستہ

و پیراستہ کیا۔ اور قربت خداوندی کی راسخوں پر اسے ڈال دیا)

اور یہ سب تصدق (صدقہ و طفیل)

ایک ذات جامع البرکات کا تھا جسے اپنا محبوب خاص فرمایا۔

(مرتبہ محبوبیت کبریٰ سے سرفراز فرمایا کہ تمام خلق حتیٰ کہ نبی و مرسل و ملک مقرب

جو یائے رضائے الہی ہے اور وہ ان کی رضا کا طالب)

مرکز دائرہ (کن) و دائرہ مرکز کاف و نون بنایا

اپنی خدمت کاملہ کا

خلعت رفیع المنزلت، اس کے قامت موزوں پر سجایا۔

کہ تمام افرادِ کائنات، اس کے ظلِ ظلیل (سایہ ممدودِ رافت) اور ذیلِ حبیبیل (دامنِ معہورِ رحمت) میں آرام کرتے ہیں۔

اعظمِ مقربین (کہ اس کی بارگاہِ عالی جاہ میں قربِ خاص سے مشرف ہیں) (ان) کو (بھی) جب تک اس مامنِ جہاں (پناہ گاہِ کون و مکان) سے تو سئل نہ کریں۔

(انہیں اس کی جنابِ والا میں وسیلہ نہ بتائیں)

بادشاہ (حقیقی عزائمہ و جلّ مجدہ) تک پہنچنا ممکن نہیں

کنجیاں، خزانِ علم و قدرت

تذبیرو و تصرف کی، اس کے ہاتھ میں رکھیں۔

عظمت والوں کو مرہ پارے (چاند کے ٹکڑے۔ روشن تارے)

اور اس کو اس نے آفتابِ عالم تاب کیا۔

کہ اس سے اقتباسِ انوار کریں

(عرفان و معرفت کی روشنیوں سے اپنے دامنِ مہر پر)

اور اس کے حضورِ انا زبان پر

(اور اپنے فضائل و محاسن، ان کے مقابل، شمار میں) نہ لائیں

اس (محبوبِ اجل و اعلیٰ) کے سراپردہٴ عزت و اجلال کو،

وہ عزت و رفعت بخشی کہ عرشِ عظیم جیسے ہزاراں ہزار

اس میں یوں گم ہو جائیں جیسے

بیدائے ناپیدا کنار (وسیع و عریض بیابان، جس کا کنارہ نظر نہ آئے اس)

میں ایک شلنگِ ذرہ کم مقدار

(کہ لوق و دوق صحرا میں، اس کی اڑان کی کیا وقعت اور کیا قدر و منزلت)

علم وہ وسیع و غزیر (کثیر در کثیر) عطا فرمایا کہ

علوم اولین و آخرین، اس کے بحر علوم کی نہریں،
یا جوشش فیوض کے پھینٹے قرار پائے

(شرق تا غرب، عرش تا فرش امھیں دکھایا۔ ملکوت السموات والارض کا شاہد
بنایا۔ روز اول سے روز آخر تک کا۔ سب ماکان و مایکون امھیں بتایا۔)

ازل سے ابد تک، تمام غیب و شہادت (غائب و حاضر) پر اطلاع تام
(و آگاہی تمام امھیں) حاصل۔ الاما شاء اللہ۔

(اور سنہوزان کے احاطہ علم میں وہ ہزار در ہزار، بے حد و بے کتنا رسمند رہا ہے
میں جن کی حقیقت وہ جانیں یا ان کا عطا کرنے والا۔ ان کا مالک و مولیٰ جل و علا)

بصر (و نظر) وہ محیط (اور اس کا احاطہ اتنا بسیط)

کہ کشش جہت (پس و پیش، چپ و راست، زیر و بالا)

اس کے حضور (ان کی نگاہوں کے روبرو، ایسے ہیں جیسے)

جہت مقابل (کہ بصارت کو ان پر اطلاع تام حاصل)

دنیا اس کے سامنے اٹھالی۔

کہ تمام کائنات تا بروز قیامت، آن واحد میں پیش نظر

(تو وہ دنیا کو اور جو کچھ دنیا میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسے

دیکھ رہے ہیں جیسے اپنی ہتھیلی کو، اور ایمانی نگاہوں میں، نہ یہ قدرت الہی پر دشوار

نہ عزت و وجاہت انبیاء کے مقابل بسیر)

سمع والا کے نزدیک

پانچ سو برس راہ کی صدا، جیسے کان پڑی آواز ہے۔

اور (بعضے قادر مطلق) قدرت (و اختیارات) کا تو کیا پوچھنا؟

کہ قدرتِ قدیرِ علی الاطلاق جل و جلالہ کی نمونہ و آئینہ ہے۔

عالمِ علوی و سفلی (اقطار و اطرافِ زمین و آسمان) میں اس کا حکم جاری۔

فرمانروائی کن کو اس کی زباں کی پاسداری۔

مردہ کو قم کہیں (کہ حکمِ الہی کھڑا ہو جا تو وہ) زندہ۔

اور چاند کو اشارہ کریں (تو) فوراً دوپارہ ہو۔

جو (یہ) چاہتے ہیں خدا ہی چاہتا ہے۔

کہ یہ وہی چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے۔

مشورِ خلافتِ مطلقہ (تامہ، عامہ، شاملہ، کاملہ) و تفویضِ تامہ (کافرمانِ شاہی)

ان کے نامِ نامی (اسمِ گرامی) پر پڑھا گیا۔

اور سکہ و خطبہ ان کا ملا عرادنی سے عالمِ بالا تک جاری ہوا۔

(تو وہ اللہ عزوجل کے نائبِ مطلق ہیں اور تمام ماسوی اللہ، تمام عالم ان کے تحت
نصرف ان کے زیر اختیار، ان کے سپرد کہ جو چاہیں کریں جسے جو چاہیں دیں۔ اور جسے
جو چاہیں واپس لیں۔ تمام جہان میں کوئی ان کا حکم پھیرنے والا نہیں اور ہاں کوئی کیونکر،
ان کا حکم پھیر سکے کہ حکمِ الہی کسی کے پھیرے نہیں پھرتا۔

تمام جہان ان کا محکوم اور تمام آدمیوں کے وہ مالک، جو انھیں اپنا مالک نہ جانے
حلاوتِ سنت سے محروم، ملکوتِ السموات والارض ان کے زیر فرمان۔ تمام زمین ان
کی ملک اور تمام جنت ان کی جاگیر)

دنیا و دین میں جو جسے ملتا ہے ان کی بارگاہِ عرشِ اشتباہ، ملتا ہے۔

جنت و نار کی کنجیاں دستِ اقدس میں وہ دی گئیں۔ رزق و خیر اور ہر قسم
کی عطائیں حضور ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں۔ دنیا و خرت حضور ہی کی عطا کا ایک

حصہ ہے۔

فَاتَّ مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَخَرَّتْهَا

تو تمام ماسوی اللہ نے جو نعمت، دنیاوی و اخروی، جسمانی یا روحانی، چھوٹی یا بڑی پائی انھیں کے دستِ عطا سے پائی۔ انھیں کے کرم، انھیں کے طفیل، انھیں کے واسطے سے ملی۔ اللہ عطا فرماتا ہے۔ اور ان کے ہاتھوں ملاہلتا ہے اور ابداً آباد تک ملتتا رہے گا جس طرح دین و ملت، اسلام و سنت، صلاح و عبادت، زہد و طہارت اور علم و معرفت، ساری دینی نعمتیں ان کی عطا فرمائی ہوئی ہیں۔ یونہی مال و دولت، شفاء و صحت، عزت و رفعت اور فرزند و عشرت یہ سب دنیاوی نعمتیں بھی انھیں کے دستِ اقدس سے ملی ہیں۔

قال الرضا

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط، یہ ہوں بے نصبر کی ہے

وقال الفقير

بے ان کے توسل کے، مانگے بھی نہیں ملتا
بے ان کے توسط کے، پرکشش ہے نہ شنوائی

وہ بالادست حاکم کہ تمام ماسوی اللہ، ان کا محکوم

اور ان کے سوا عالم میں کوئی حاکم نہیں۔

(ملکوت السموات والارض میں ان کا حکم جاری ہے۔ تمام مخلوق الہی کو، ان کے لیے حکم اطاعت و فرمانبرداری ہے۔ وہ خدا کے ہیں اور جو کچھ خدا کا ہے۔ سب ان کا ہے۔)

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے جیب

یعنی محبوب و محب میں نہیں، میرا، تیرا

(جو سر ہے ان کی طرف جھکا ہوا اور جو ہاتھ ہے وہ ان کی طرف پھیلا ہوا)

سب ان کے محتاج اور وہ خدا کے محتاج

(وہی بارگاہ الہی کے وارث ہیں اور تمام عالم کو انھیں کی وساطت سے ملتا ہے)

قرآن عظیم ان کی مدح و ستائش کا دفتر (اور)

نام ان کا ہر جگہ نام الہی کے برابر ہے

ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پہ

ذکر اونچا ہے ترا، بول ہے بالا تیرا

احکام تشریحیہ۔ شریعت کے فرامین، اوامر و نواہی سب ان کے قبضہ میں، سب

ان کے سپرد، جس بات میں جو چاہیں۔۔۔۔۔ اپنی طرف سے حکم فرمادیں وہی شریعت

ہے جس پر جو چاہیں حرام فرمادیں۔ اور جس کے لیے جو کچھ چاہیں حلال کر دیں اور جو فرض

یا ہیں معاف فرمادیں وہی شرع ہے۔

غرض وہ کارخانہ الہی کے مختار کُل ہیں۔ اور خسروان عالم اس کے دست نگر و محتاج

(وہ کون؟) یعنی سید المرسلین (رہبر رہبران)

خاتم النبیین (خاتم پیغمبران) رحمۃ للعالمین (رحمت ہر دو جہاں)

شفیع المذنبین (شافع خطاکاراں)

قائد الغر المحجلین (رادی نوریاں و روشن جبیناں)

سَوَّاهُ اللَّهُ الْمَكُونُ (رب العزت کا راز سر بستہ)

دُرِّ اللَّهِ الْمُخْرُوجُ (خزانہ الہی کا موتی، قیمتی و پوشیدہ)

سُوْرُ الْقُلُوبِ الْمُخْرُوجُ (ٹوٹے دلوں کا سہارا)

عَالِمِ مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ (ماضی و مستقبل کا واقف کار)

تاج الاتقیاء (نیکو کاروں کے سر کا تاج)

نَبِيِّ الْأَنْبِيَاءِ (تمام نبیوں کا سرتاج)

مُحَمَّدٍ (الْمُنْصُطَفَى) رَسُولِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ

بَابِ سَبْمِ (فضائل جمیلہ و فواصل جلیلہ و محاسن جمیدہ و محامد محمودہ ۵۹)

خدا کے بندہ و محتاج ہیں

(اور لَيْسَلَهُ مِنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ كَيْ مَصْدَقِ)

حَاشَى لِلَّهِ كَمَا عَيْنِيَّتْ بِأَمْثَلِيَّتِ كَاكْغَمَانِ (تو گمان)

(یہ وہم بھی کہ ان کی ذات کریم ، ذات الہی شانہ کی عین یا اس کے مثل و

مماثل یا شبیہ و نظیر ہے)

کافر کے سوا ، مسلمان کو ہو سکے۔

خزانہ قدرت میں ممکن (و حادث و مخلوق) کے لیے جو کمالات

متصور تھے (تصور و گمان میں آسکتے تھے یا آسکتے ہیں) سب پائے۔

کہ دوسرے کو ہم عنانی (دوسری اور ان مراتب رفیعہ میں برابری) کی مجال نہیں

مگر دائرہٴ عبدیت و افتقار (بندگی و احتیاج) سے

قدم نہ بڑھا، نہ بڑھا سکے۔ أَلْعُظْمَةُ لِلَّهِ

خدا نے تعالیٰ سے ذات و صفات میں مشابہت (و مماثلت) کیسی۔

(اس سے مشابہ و مماثل ہونے کا شبہ بھی اس قابل نہیں کہ مسلمان کے دل ایمان

منزل میں اس کا خطرہ گذر سکے۔ جب کہ اہل حق کا ایمان ہے کہ حضور اقدس سرورِ عالم،

عالمِ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم، ان احساناتِ الہی کا جو بارگاہِ الہی

سے ہر آن ، ہر گھڑی ، ہر لحظہ ، ہر لمحہ ان کی بارگاہِ بکس پناہ پر مبذول رہتی ہے۔ ان

انعامات اور ان)

نعمائے خداوندی کے لائق جو شکر و ثنا ہے اسے پورا پورا بجا نہ لاسکے۔

نہ ممکن کہ بجا لائیں

کہ جو شکر کریں وہ بھی نعمت آخر

موجب شکر دیگر الامالا نہایة لہ

نعوذ بفضل خداوندی (ربانی نعمتیں اور بخششیں خصوصاً آپ پر) غیر متناہی ہیں۔

(ان کی کوئی حد و نہایت نہیں۔ انھیں کوئی گنتی و شمار میں نہیں لاسکتا)

قال اللہ تعالیٰ دَلِّلَاخِرَةَ خَيْرٌ لِّكَ مِنَ الْاُولٰی

(اے نبی بے شک ہر آنے والا لمحہ، تمھارے لیے، گزرے ہوئے لمحے سے بہتر ہے اور

ساعت بساعت آپ کے مراتب رفیعہ، ترقیوں میں ہیں)

مرتبہ "قاب قوسین اودافی" کا پایا۔

(اور یہ وہ منزل ہے کہ نہ کسی نے پائی اور نہ کسی کے لیے ممکن ہے اس تک سائی

وہ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ شبِ اسری مجھے میرے رب نے اتنا نزدیک کیا کہ مجھ میں اور اس میں دو کمانوں بلکہ اس سے کم کا فاصلہ رہ گیا)

قسم کھانے کو فرق کا نام رہ گیا ہے

کمان امکان کے چھوٹے نقطو! تم اول آخر کے پھیر میں ہو
محیط کی چال سے تو پوچھو کہ صبر سے آئے، کہہ گئے تھے

دیدار الہی بچشم سرد بکھا۔ کلام الہی بے واسطہ سنا

(بدن اقدس کے ساتھ۔ بیداری میں اور یہ وہ قرب خاص ہے کہ کسی نبی مرسل و ملک

مقرب کو بھی نہ کبھی حاصل ہوا اور نہ کبھی حاصل ہو)

محمل بیلی (ادراک سے ماوراء) کروڑوں منزل سے کروڑوں منزل (دور)

(اور) خرد خردہ میں (عقل نکتہ دان، دقیقہ شناس) دنگ ہے۔

(کوئی جانے تو کیا جانے اور کوئی خبر دے تو کیا خبر دے)۔

نیاسماں ہے نیارنگ ہے

(ہوش و حواس، ان وسعتوں میں گم اور داماں نگاہ تنگ)

قرب میں بُعد (نزدیکی میں دوری)

بُعد میں قُرب (دوری میں نزدیکی)

وصل میں ہجر (وصال میں فرقت)

ہجر میں وصل (فرقت میں وصال) سے

(عجیب گھڑی مٹتی کہ وصل و فرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے)

(عقل و شعور کو خود اپنا شعور نہیں۔ درست و پابستہ، خود گم کردہ حواس ہے ہوش و

خرد کو خود اپنے لالے پڑے ہیں۔ وہم و گمان دوڑیں تو کہاں تک پہنچیں۔ مٹو کر

کھائی اور گرے سے

سراغ این ومتی کہاں تھا۔ نشان کیف والی کہاں تھا

نہ کوئی راہی، نہ کوئی سامتی، نہ سنگ منزل، نہ مرحلے تھے

(جس راز کو اللہ جل شانہ ظاہر نہ فرمائے بے بتائے کس کی سمجھ میں آئے اور کسی وقار

کی کیا مجال کہ درون خانہ خاص تک قدم بڑھائے)

گوہر شنادر دریا (گو یا موتی پانی میں تیر رہا ہے)

مگر (یوں کہ) صدف (یعنی سیپی) نے وہ پردہ ڈال رکھا ہے۔

کہ نم سے آشنا نہیں (قطرہ توفطرہ۔ نمی سے بھی بہرہ ور نہیں)

اے جاہل نادان! علم (وکنہ حقیقت) کو علم والے پر چھوڑ

اور اس میدان دشوار جولان سے

(جس سے سلامتی سے گزر جانا، جوئے شیر لانا ہے اور سخت مشقتوں میں پڑنا)

سمندر بیان (کلام و خطاب کی تیز و طرار سواری) کی عنان (باگ ڈور) موڑ

(اس والا جناب کی رفعتوں، منزلتوں اور قربتوں کے اظہار کے لیے)

زبان بند ہے پر اتنا کہتے ہیں کہ

خلق کے آقا ہیں، خالق کے بندے

عبادت (و پرستش) ان کی کفر (اور ناقابل معافی جرم)

اور بے ان کی تعظیم کے جبط (برباد۔ ناقابل اعتبار۔ منہ پر مار دیے جانے

کے قابل)

ایمان ان کی محبت و عظمت کا نام

(اور فعل تعظیم، بعد ایمان، ہر فرض سے مقدم)

اور مسلمان وہ جس کا کام ہے، نام خدا کے ساتھ، ان کے نام پر تمام

وَالسَّلَامُ عَلَى خَيْرِ الْأَنَامِ وَالْأَوْلَادِ وَالْأَصْحَابِ عَلَى الدَّوَامِ



عقیدہ ثالثہ

صدر نشینانِ بزمِ عز و جاہ

اس جناب عرشِ قباب کے بعد

(جن کے قبۃ اطہر اور گنبد انور کی رفعتیں، عرش سے ملتی ہیں)

مرتبہ اور انبیاء و مرسلین کا ہے صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین

کہ باہم ان میں تفاضل (اور بعض کو بعض پر فضیلت)

مگر ان کا غیر، گو کسی مرتبہ ولایت تک پہنچے۔

فرشتہ ہو (اگرچہ مقرب) خواہ آدمی۔

صحابی ہو خواہ اہل بیت (اگرچہ مکرم تر و معظم ترین)

ان کے درجے تک (اس غیر کو) وصول محال۔

جو قرب الہی انھیں حاصل، کوئی اس تک فائز نہیں۔

اور جیسے یہ خدا کے محبوب، دوسرا ہرگز نہیں۔

یہ وہ صدر (وبال) نشینانِ بزمِ عز و جاہ ہیں۔

(اور والا مقامانِ محفلِ عزت و وجاہت اور مقربانِ حضرت عزت)

کہ رب العالمین تبارک و تعالیٰ خود ان کے مولیٰ و سردار

(نبی مختار علیہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم القرار) کو حکم فرماتا ہے۔

اولئک الذین ہدی اللہ فیہد اھم اقتداء۔

(اللہ، اللہ! کوئی کیا اندازہ کر سکتا ہے اس مقدس ذات، برگزیدہ صفات کا جسے اس کے رب تبارک و تعالیٰ نے، محامد جمیلہ، محاسن جلیلہ، اخلاق حسنہ، خصائل محمودہ سے نوازا۔ سراقص پر محبوبیت کبریٰ کا تاج والا ابہتاج رکھا۔ جسے خلافت عظمیٰ کا خلعت والا مرتبت پہنایا۔ جس کے طفیل ساری کائنات کو بنایا جس کے فیوض و برکات کا دروازہ، تمام ماسوی اللہ کو دکھایا۔)

(انہیں سے یہ خطاب فرمایا کہ)

یہ وہ ہیں جنہیں خدا نے راہ دکھائی، تو تو ان کی پیروی کر

اور فرماتا ہے فَاتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا

تو پیروی کر شریعت ابراہیم کی۔ جو سب ادعیان باطلہ سے کنارہ کش ہو کر

دین حق کی طرف جھک آیا۔

رغرض انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام الی یوم الدین میں سے، ہر نبی، ہر رسول، بارگاہ عزت جل مجدہ میں بڑی عزت و وجاہت والا ہے اور اس کی شان بہت رفیع۔ ولہذا ہر نبی کی تعظیم فرض عین بلکہ اصل جملہ فرائض ہے اور)

ان کی ادنیٰ توہین مثل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔ کفر قطعی

(ان میں سے کسی کی تکذیب و تمقیص، کسی کی اہانت، کسی کی بارگاہ میں ادنیٰ گستاخی

یسی ہی قطعاً کفر ہے جیسے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب پاک میں گستاخی و دریدہ دہنی

والعیاذ باللہ تعالیٰ)

اور کسی کی نسبت، صدیقی ہوں خواہ مرتضیٰ رضی اللہ عنہما

ان (حضرات قدسی صفات) کی خادمی و غاشیہ برداری۔

(اطاعت و فرمانبرداری کہ یہ ان کے پیش خدمت و اطاعت گزار ہیں، اس)

سے بڑھا کر (افضلیت و برتری درکنار) دعویٰ ہم سری۔

(کہ یہ بھی مراتب رفیعہ اور ان کے درجات علیہ میں ان کے ہمسر و برابر ہیں)
محض بے دینی (الحاد و زندیقی ہے)

جس نگاہ اجلال و توقیر (تکریم و تعظیم) سے انھیں دیکھنا فرض
(ہے اور دائمی فرض)

حاشا کہ اس کے سو حصے سے ایک حصہ (بیلے) دوسرے کو دیکھیں

آخر نہ دیکھا کہ صدیق و مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

جس سرکار ابد قرار (دستبرہ کار) کے غلام ہیں، اسی کو حکم ہوتا ہے

ان کی راہ پر چل اور ان کی اقتداء سے نہ نکل

(تا بہ دیگران چہ رسد)

اے عقل خیردار! یہاں مجال دم زدن نہیں)



عقیدہ رابعہ

اعلیٰ طبقہ، ملائکہ مقربین

ان (انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے بعد اعلیٰ طبقہ ملائکہ مقربین کا ہے
 مثل ساداتنا و موالینا (مثلاً ہمارے سرداروں اور پیش رو مددگاروں میں سے حضرت
 جبرائیل (جن کے ذمہ پیغمبروں کی خدمت میں وحی الہی لانا ہے)
 حضرت میکائیل (جو پانی برسانے اور مخلوق خدا کو روزی پہنچانے پر مقرر ہیں)

و (حضرت) اسرافیل (جو قیامت کو صور بھونکیں گے)
 و (حضرت) عزرائیل (جنہیں قبض ارواح کی خدمت سپرد کی گئی ہے)

و حمد (یعنی حاملان) عرش جلیل صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین۔

ان کے علو شان و رفعت مکان (شوکت و عظمت اور عالی مرتبت) کو بھی کوئی

ولی نہیں پہنچتا (خواہ کتنا ہی مقرب بارگاہ احدیت ہو)

اور ان کی جناب میں گستاخی کا بھی بعینہ وہی حکم
 (جو انبیاء و مرسلین کی رفعت پناہ بارگاہوں میں گستاخی کا ہے کہ کفر قطعی ہے)
 (ان ملائکہ مقربین میں بالخصوص)

جبرئیل علیہ السلام مِنْ وَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے استاذ ہیں

۱۰ قال الامام الفخر الرازی وقوله شديد القوى. فيه فوائد الاولى ان مدح المعلم (باقی آگے)

قال تعالى عليه شد يد القوي

رکھایا ان کو یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت قوتوں والے طاقتور نے،
یعنی جبرائیل علیہ السلام نے جو قوت و اجلال خداوندی کے مظہر اتم قوت جسمانی و عقل و نظر
کے اعتبار سے کامل۔ وحی الہی کے بار کے متحمل، چشم زدن میں، سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ جانے
والے جنگی دانش مندی اور فراست ایمانی کا یہ عالم کہ تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام
کی بارگاہوں میں وحی الہی لے کر نزول اجلال فرماتے اور پوری دیانتداری سے اس امانت کو
ادا کرتے رہے)

پھر وہ کسی کے شاگرد کیا ہوں گے

جسے ان کا استاذ بنائے اسے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا استاذ الاستاذ مٹھہرائے

یہ وہی ہیں جنہیں حق تبارک و تعالیٰ رسول کریم مکین امین فرماتا ہے۔

کہ وہ عزت والے مالک عرش کے حضور بڑی عزت والے ہیں ملائکہ اعلیٰ کے مقتداء
کہ تمام ملائکہ ان کے اطاعت گزار و فرمان بردار، وحی الہی کے امانت دار، کہ ان کی
امانت میں کسی کو مجال حرف زدن نہیں پیام رسانی وحی میں۔ امکان نہ سہو کا۔ نہ کسی غلط فہمی
و غلطی کا اور نہ کسی سہل پسندی اور غفلت کا۔ منصب رسالت کے پوری طرح متحمل، اسرار و
انوار کے ہر طرح محافظ۔ فرشتوں میں سب سے اونچا ان کا مرتبہ و مقام اور قرب قبول
پر فائز المرام۔ وہ صاحب عزت و احترام کہ)

و بقیہ حاشیہ) مدح المتعلم فلو قال علمہ جبرائیل ولم یصفہ ما کان یحصل للنبی صلی اللہ علیہ
وسلم بہ فضیلة ظاہرة الثانیہ ہی ان فیہ رداعیہم حیث قالوا اساطیر الاولین سمعہا وقت سفرة
الی الشام فقال لولعلہ احد من الناس بل معلمہ شد يد القوي الخ و لہذا قال الامام احمد رضا
ما قال وهو حق ثابت۔ واللہ اعلم۔ العبد محمد خلیل عفی عنہ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا دوسرے کے خادم نہیں۔

(اور تمام مخلوقات میں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی اور ان کا مخدوم و مطاع نہیں۔ اور جنگ بدر میں فرشتوں کی ایک جمعیت کے سامنے، حضور کے لشکر کا ایک سپاہی بن کر شامل ہونا مشہور، زبان زد خاص و عام)

اکابر صحابہ و اعاظم اولیاء کو (کہ واسطہ نزول برکات ہیں)

اگر ان کی خدمت (کی دولت) ملے دو جہاں کی فخر و سعادت جانیں

پھر یہ کس کے خدمت گار یا غاشیہ بردار ہوں گے۔

(اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو بادشاہ کون و مکاں، مخدوم و مطاع ہر دو جہاں ہیں۔)

صلی اللہ علیہ وعلیہم اجمعین وبارک وسلم



عقیدہ خامسہ

اصحاب سید المرسلین و اہل بیت کرام

ان ملائکہ مرسلین و سادات فرشتگان مقربین کے بعد

(بڑی عزت و منزلت اور قرب قبول احدیت پر فائز)

اصحاب سید المرسلین صلی اللہ علیہ و علیہم اجمعین ہیں۔

اور انھیں میں حضرت بتول، حگر پارہ رسول

خاتون جہاں، بانوی جہاں، سیدۃ النساء فاطمہ زہرا (شامل)

اور اس دو جہاں کی آقا زادگی کے دونوں شہزادے۔

عرش (اعظم) کی آنکھ کے دونوں تارے

چرخ سیادت (آسمان کرامت) کے مہ پارے۔

باغ نظہیر کے پیارے پھول

دونوں قرۃ العین رسول

امامین کریمین (مادیان باکرامت و باصفا)

سعیدین شہیدین (نیک بخت و شہیدان جفا)

تقیین نقیین (پاک دامن، پاک باطن)

نیرین (قرین۔ آفتاب رخ و ماہتاب رو)

طاہرین (پاک سیرت، پاکیزہ خو)

ابو محمد (حضرت امام) حسن و ابو عبد اللہ (حضرت امام) حسین۔

اور تمام مادران اُمت

بانوان رسالت (اُقبات المؤمنین۔ ازواج مطہرات)

علی المصطفیٰ و علیہم کلہم الصلوٰۃ والتیمۃ (ان صحابہ کرام کے زمرہ میں) داخل

کہ صحابی ہر وہ مسلمان ہے جو حالت اسلام میں اس چہرہ خدا نما (اور اس ذات

حق رسا) کی زیارت سے مشرف ہوا۔

اور اسلام ہی پر دنیا سے گیا

(مرد ہو خواہ عورت، بالغ ہو خواہ نابالغ)

ان (اعلیٰ درجات والا مقامات) کی قدر و منزلت وہی خوب جانتا ہے۔

جو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و رفعت سے آگاہ ہے۔

(اس کا سینہ، انوار عرفان سے منور اور آنکھیں جمال حق سے مشرف ہیں۔ حق پر

چلتا، حق پر جیتا اور حق کے لیے مرتا ہے اور قبول حق اس کا وظیرہ ہے)

آفتاب نیم روز (دوپہر کے پڑھتے سورج) سے روشن تر کہ

محب (سچا چاہنے والا) جب قدرت پاتا ہے۔

اپنے محبوب کو صحبت بد (بڑے ہم نشینوں اور بدکار رفیقوں) سے بچاتا ہے۔ (اور

مسلمانوں کا بچہ بچہ جانتا مانتا ہے کہ) حق تعالیٰ قادر مطلق

(اور ہر ممکن اس کے تحت قدرت ہے)

اور (یہ کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے محبوب و سید المحبوبین

(تمام محبوبان بارگاہ کے سردار و سر کے تاج)

کی عقل سلیم (بشرطیکہ وہ سلیم ہو) تجویز کرتی (جائز و گوارا رکھتی) ہے۔

کہ ایسا قدر (فعال) لیا یرید جو چاہے اور جیسا چاہے کرے)

ایسے عظیم ذی وجاہت، جان محبوبی و کان عزت

(کہ جو ہو گیا، جو ہو گا اور جو ہو رہا ہے انہیں کی مرضی پر ہوا۔ انہیں کی مرضی پر ہو گا اور انہیں کی مرضی پر ہو رہا ہے، ایسے محبوب ایسے مقبول)

کے لیے خیار خلق کو (کہ انبیاء و مرسلین کے بعد تمام خلائق پر فائق ہوں حضور

کا صحابی)

جلس و انیس (ہم نشین و غمخوار) و یار و مددگار مقرر نہ فرمائے

(نہیں ہرگز نہیں توجیکہ مولائے قادر و قدر جل جلالہ نے انہیں، ان کی یاری و

مددگاری، رفاقت و صحبت کے لیے منتخب فرمایا تو اب)

جو ان میں سے کسی پر طعن کرتا ہے

جناب باری تعالیٰ کے کمال حکمت و تمام قدرت (پر ازام نقص و ناتمامی

کا لگاتا ہے) یا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غایت محبوبیت (کمال شان محبوبی) و نہایت

منزلت (و انتہائے عزت و وجاہت)

(اور ان سب رتبہ رفیعہ اور مناصب جلیلہ)

پر حرف رکھتا ہے (جو انہیں بارگاہ صمدیت میں حاصل ہیں تو یہ مولائے قدوس

تعالیٰ شانہ کی بارگاہ میں یا اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب پاک میں گستاخانہ زبان

درازی و دریدہ دہنی ہے اور کھلی بغاوت)

اسی لئے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

اللہ اللہ فی اصحابی - لا تتخذوہم عرضاً من بعدی

فمن اجہم فاجہبی اجہم ط ومن البغضہم فیبغضنی البغضہم ط

من اذاہم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ط

ومن اذى الله فيوشك ان يخذل ط

خدا سے ڈرو، خدا سے ڈرو میرے اصحاب کے حق میں

انھیں نشانہ نہ بنا لینا میرے بعد

جو انھیں دوست رکھتا ہے میری محبت سے انھیں دوست رکھتا ہے۔

اور جو ان کا دشمن ہے، میری عداوت سے ان کا دشمن ہے۔

جس نے انھیں ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی۔

اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی

اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو گرفتار کرے۔

(یعنی زندان عذاب و بلا میں ڈال دے) رواہ الترمذی وغیرہ

اب اے خارجیو، ناصبیو!

(حضرات غنّین و امامین جلیلین سے خصوصاً، اپنے سینوں میں بغض و کیت

رکھنے اور انھیں چپین و چناں کہنے والو!)

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مذکورہ بالا) اس ارشاد عام

اور جناب باری تعالیٰ نے آیت کریمہ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ سے

(کہ اللہ تعالیٰ ان سے یعنی ان کی اطاعت و اخلاص سے راضی اور وہ اس سے

یعنی اس کے کرم و عطا سے راضی)

جناب ذوالنورین (امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی)

و حضرت اسد اللہ غالب (امیر المؤمنین علی بن ابی طالب)

و حضرات سبطین کریمین (امام حسن و امام حسین) رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

(کو ستھنی کر دیا اور اس استثناء کو تمھارے کان میں پھونک دیا ہے)

یا، اے شیعو! اے رافضیو! ان احکام شامل سے (کہ سب صحابہ کو شامل ہیں اور جملہ صحابہ کرام ان میں داخل ہیں)

خدا و رسول (جل و علا، وصلى الله عليه وسلم) نے

(امیر المومنین خلیفۃ المسلمین) حضرت صدیق اعظم

(و امیر المومنین امام المسلمین) جناب فاروق اکبر

(و امیر المومنین کامل الحیاء والایمان) حضرت مجہز جیش العسرة

(فی رضی الرحمن عثمان بن عفان)

و جناب ام المومنین محبوبہ سید العالمین

(طیبہ، طاہرہ، عقیقہ) عائشہ صدیقہ بنت صدیق

و حضرات طلحہ وزبیر و معاویہ

(کہ اول کے بارے میں ارشاد وارد کہ ”اے طلحہ! یہ جبریل ہیں تجھے سلام کہتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ میں قیامت کے ہولوں میں تمہارے ساتھ رہوں گا“ اور ثانی کے باب میں ارشاد فرمایا:

”یہ جبریل ہیں تجھے سلام کہتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ میں روز قیامت تمہارے ساتھ رہوں گا یہاں تک کہ تمہارے چہرہ سے جہنم کی اڑتی چنگاریاں دور کروں گا“

امام جلال الدین سیوطی جمع الجوامع میں فرماتے ہیں سَنَدٌ صَحِيحٌ (اس حدیث کی سند صحیح ہے)۔

اور حضرت، امیر معاویہ تو اول ملوک اسلام اور سلطنت محمدیہ کے پہلے بادشاہ ہیں اسی کی طرف درات مقدس میں اشارہ ہے کہ

مولدہ بمکہ و مهاجرہ طیبہ و ملکہ بالشام

وہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں پیدا ہوگا اور مدینہ کو ہجرت فرمائے گا اور اس کی سلطنت شام میں ہوگی۔

(تو امیر معاویہ کی بادشاہی اگرچہ سلطنت ہے مگر کس کی؟ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی)

وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم الی یوم الدین کو خارج کر دیا

اور تمہارے کان میں (اللہ کے رسول نے چپ چاپ) کہہ دیا کہ

”اصحابی“ سے ہماری مراد

اور آیت میں ضمیر ”ہم“ کے مصداق

ان لوگوں کے سوا (اور دوسرے صحابہ) ہیں۔

جو تم ان کے اے خوارج (اور اے روافض) دشمن ہو گئے۔

اور عیاذ باللہ (ابھیں) لعن طعن سے یاد کرنے لگے۔

(اور شوخی بخت سے)

نہ یہ جانا کہ یہ دشمنی، درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی ہے۔

اور ان کی ایذاء، حق تبارک و تعالیٰ کی ایذاء

(اور جہنم کا دائمی عذاب جس کی سنرا)

مگر اے اللہ!

تیری برکت والی رحمت اور ہمیشگی والی عنایت

اک پاک فرقہ اہل سنت و جماعت پر

جس نے تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے سب ہم نشینوں

اور گلستان صحبت کے گل چینیوں کو (ہمیشہ ہمیش کسی استثناء کے بغیر)

نگاہ تعظیم و اجلال (اور نظر تکریم و توقیر) سے دیکھنا۔

اپنا شعار و دثار (اپنی علامت و نشان) کر لیا

اور سب کو چرخ ہدایت کے ستارے

اور فلک عزت کے سیارے جانتا۔ عقیدہ کر لیا

کہ ہر ہر فرد بشران کا (بار و نیکو کار)

سرور عدول و اخیار و اقیاناء و ابرار کا سردار

اور امت کے تمام عدل گستر، عدل پرور، نیکو کار، پرہیزگار اور صالح بندوں کے سرکا

تاج ہے) تابعین سے لے کر تابعیت امت

امت کا کوئی ولی، کیسے ہی پایہ عظیم کو پہنچے۔

صاحب سلسلہ ہو، خواہ غیران کا

ہرگز ہرگز ان میں سے ادنیٰ سے ادنیٰ کے رتبہ کو نہیں پہنچتا

اور ان میں ادنیٰ کوئی نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد صادق کے مطابق

اوروں کو کوہ احد کے برابر سونا

ان کے نیم صاع (تقریباً دو کلو) جو کے برابر نہیں

جو قرب خدا، اہمیں حاصل، دوسرے کو سیر نہیں۔

اور جو درجات عالیہ یہ پائیں گے، غیر کو نامتقد نہ آئیں گے۔

(اہلسنت کے خواص تو خواص۔ عوام تک)

ان سب کو بالا جمال (کہ کوئی فرد ان کا شمول سے نہ رہ جائے از اول تا آخر)

پر لے دیجے کا بتدقیق (نیکو کار و متقی) جانتے

اور تفصیل احوال پر (کہ کس نے کس کے ساتھ کیا کیا اور کیوں کیا۔ اس)

پر نظر حرام مانتے (ہیں)

جو فعل (ان حضرات صحابہ کرام میں سے) کسی کا

اگر ایسا منقول بھی ہوا

جو نظر قاصر (ونگاہ کوتاہ ہیں) میں ان کی شان سے

قدرے گرا ہوا ٹھہرے (اور کسی کوتاہ نظر کو اس میں حرف زنی کی گنجائش ملے)

اسے محمل حسن پر اتارتے ہیں۔

(اور اسے ان کے خلوص قلب و حسن نیت پر محمول کہتے ہیں)

اور اللہ کا سچا قول ”رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ“ سن کر

آئینہ دل میں زنگ تفتیش کو جگہ نہیں دیتے

(اور تحقیق احوال واقعی کے نام کا میل کچیل، دل کے آبگینہ پر چڑھنے نہیں دیتے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرما چکے

إِذَا ذُكِرَ أَحْصَابِي فَأَمْسِكُوا

”جب میرے اصحاب کا ذکر آئے تو باز رہو“

(سو عقیدت اور بدگمانی کو قریب نہ پھٹکنے دو، تحقیق حال و تفتیش مآل میں

(پڑو)

ناچار اپنے آقا کا فرمان عالی شان - اور

یہ سخت وعیدیں، ہولناک تہدیدیں (ڈراوے اور دھمکیاں)

سن کر زبان بند کر لی اور دل کو سب کی طرف سے صاف کر لیا۔

(اور بلا چون و چرا) جان لیا کہ ان کے رتبے ہماری عقل سے وراء ہیں

پھر ہم انکے معاملات میں کیا دخل دیں

ان میں جو مشاجرات (صورتہ نزاعات و اختلافات) واقع ہوئے۔

ہم ان کا فیصلہ کرنے والے کون؟

گداٹے خاک نشینی تو حافظا محرومش

رموزِ مملکت خویش، خسرواں دانند

۵ تیرا منہ ہے کہ تو بولے یہ سرکاروں کی باتیں ہیں

حاشا کہ ایک کی طرف داری میں، دوسرے کو برا کہنے لگیں۔

یا ان نزاعوں میں ایک فریق کو دنیا طلب مٹھرائیں

بلکہ بالیقین جانتے ہیں کہ وہ سب مصلح دین کے خواست گار تھے۔

اسلام و مسلمین کی سر بندی ان کا نصب العین تھی پھر وہ مجتہد بھی تھے۔ تو

جس کے اجتہاد میں جو بات

دین الہی و شرع رسالت پناہی جل جلالہ، و صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے

اصح و انسب (زیادہ مصلحت آمیز اور احوال مسلمین سے مناسب تر)

معلوم ہوئی۔ اختیار کی

گو اجتہاد میں خطا ہوئی اور ٹھیک بات ذہن میں نہ آئی۔

لیکن وہ سب حق پر ہیں (اور سب واجب الاحترام)

ان کا حال بعینہم ایسا ہے جیسا فروع مذہب میں

(خود علمائے اہل سنت بلکہ ان کے مجتہدین مثلاً امام اعظم)

ابوحنیفہ و (امام) شافعی (وغیرہما) کے اختلافات

نہ ہرگز ان منازعات کے سبب، ایک دوسرے کو گمراہ فاسق جاننا

نہ ان کا دشمن ہو جانا

(جس کی تائید مولیٰ علی کے اس قول سے ہوتی ہے کہ اخواننا بغوا علینا یہ سب

ہمارے بھائی ہیں کہ ہمارے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے مسلمانوں کو تو یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ

سب حضرات، آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار اور سچے غلام ہیں۔ خدا و رسول کی

کاموں میں معظم و معزز اور آسمان بے سارے ہیں اصْحَابِی كَالنَّجْمِ (مجموعہ)

بالحمد ارشادات خدا و رسول عز مجده و صلی اللہ علیہ وسلم سے

(اس پاک فرقہ اہل سنت و جماعت نے اپنا عقیدہ اور)

اتنا یقین کر لیا کہ سب (صحابہ کرام) اچھے اور عمل

و ثقہ، تقی، نقی ابرار (خاصان پروردگار) ہیں۔

اور ان (مشاجرات و نزاعات کی) تفصیل پر نظر، گمراہ کرنے والی ہے

نظر اس کی، عصمت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہے کہ

اہل حق (اہل اسلام، اہلسنت و جماعت) شاہراہ عقیدت پر چل کر (منزل)

مقصود کو پہنچے۔

اور ارباب (غواہیت و اہل) باطل تفصیلوں میں خوض

(و ناحق غور) کر کے مٹاک (ضلالت اور) بددینی (کی گمراہیوں) میں جا پڑے

کہیں دیکھا و عصى آدَم رَّبِّہٗ فَعْوٰی

(کہ اس میں عصیاں اور بظاہر تعمیل حکم ربانی سے روگردانی کی نسبت حضرت

م علیہ السلام کی جانب کی گئی ہے)

کہیں سنا لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكُمْ وَمَا تَأَخَّرَ

(جس سے ذنب یعنی گناہ و غفران ذنب یعنی بخشش گناہ کی نسبت کا،

صنورا قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب والا کی جانب گمان ہوتا ہے)

کبھی موسیٰ (علیہ السلام) و قبطی (قوم فرعون) کا قصہ یاد آیا

(کہ آپ نے قبطی کو آمادہ ظلم پاکر، ایک گھونسا مارا اور وہ قبطی قعر گور میں پہنچا۔)

کبھی (حضرت) داؤد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور ان کے ایک امتی)

اور تیاہ کا فسانہ سن پایا

دعالتکہ یہ الزام تھا یہود کا، حضرت داؤد علیہ السلام پر۔ جسے انہوں نے خوب اچھالا اور زبان زد عوام الناس ہو گیا۔ حتیٰ کہ بر بنائے شہرت، بلا تحقیق و تفتیش احوال بعض مفسرین نے اس واقعہ کو من و عن بیان فرمادیا جبکہ امام رازی فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ میری تحقیق میں سراسر باطل و لغو ہے۔

غرض بے عقل بے دہیوں اور بے دین بد عقلوں نے یہ افسانہ سن پایا تو

لگے چون چرا کرنے

تسلیم و گردن نہادوں کے زینہ سے اترنے

مچھرناراضی خدا اور رسول کے سوا اور بھی کچھ مچھل پایا؟

اور (الط) خُصِّنْتُمْ كَالَّذِي خَاصُّوا

(اور تم یہود کی میں پڑے جیسے وہ پڑے تھے اور اتباع باطل میں ان کی راہ اختیار کی) نے حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ (مگر عذاب کا قول کافروں پر ٹھیک اترتا)

کا دن دکھایا الا ان ليشاء ربى انہ فقال لسائرين

(مسلمان ہمیشہ یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کبیرہ گناہوں سے مطلقاً اور گناہ صغیرہ کے عمداً ارتکاب، اور ہر ایسے امر سے جو خلق کے لیے باعث نفرت ہو اور مخلوق خدا، ان کے باعث ان سے دور بھاگے نیز ایسے اعمال سے جو جاہلیت و مرآت اور عزیزین کی شان و مرتبہ کے برخلاف ہیں قبل نبوت اور بعد نبوت بالا جماع معصوم ہیں)

اللَّهُمَّ (نَسْأَلُكَ) الثَّابِتَاتِ عَلَى الْهَدْيِ أَنْتَ الْعَلِيُّ الْعَلِيُّ

صحابہ کرام کے باب میں یاد رکھنا چاہیے کہ

وہ حضرات رضی اللہ عنہم اجمعین انبیاء نہ تھے۔ فرشتے نہ تھے کہ معصوم ہوں۔ ان میں سے بعض حضرات سے لغزشیں صادر ہوئیں مگر ان کی کسی بات پر گرفت اللہ و رسول کے

کے خلاف ہے۔

اللہ عزوجل نے سورہ حدید میں صحابہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
وہیں فرمائیں۔

۱۔ مَنْ آتَفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَتَلَ

۲۔ آتَفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا

یعنی ایک وہ کہ قبل فتح مکہ مشرف بائمان ہوئے راہ خدا میں مال خرچ کیا اور جہاد
جب کہ ان کی تعداد بھی بہت قلیل تھی۔ اور وہ ہر طرح ضعیف و در ماندہ بھی تھے۔
ان نے اپنے اوپر جیسے جیسے شدید مجاہدے گوارا کر کے اور اپنی جانوں کو خطروں میں
ڈال کر، بے دریغ اپنا سرمایہ، اسلام کی خدمات کی نذر کر دیا۔ یہ حضرات مہاجرین
تھیں۔ سابقین اولین ہیں ان کے مراتب کا کیا پوچھنا۔ دوسرے وہ کہ بعد
مکہ ایمان لائے، راہ مولیٰ میں خرچ کیا اور جہاد میں حصہ لیا۔ ان اہل ایمان نے اس
تاپنے اخلاص کا ثبوت، جہاد مالی و قتالی سے دیا۔ جب اسلامی سلطنت کی جڑ
ہوٹ نہ چکی تھی۔ اور مسلمان کثرت تعداد اور جاہ و مال ہر لحاظ سے بڑھ چکے تھے اجر

کا بھی عظیم ہے لیکن ظاہر ہے کہ ان السابقون اولون کے درجہ کا نہیں۔

اسی لیے قرآن عظیم ان پہلوں کو ان پھلوں پر تفضیل دی۔

اور پھر فرمایا كَلَّا وَعَدَّ اللَّهُ الْحُسْنٰی

”ان سب سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا“

کہ اپنے اپنے مرتبے کے لحاظ سے اجر ملے گا سب ہی کو محروم کوئی نہ رہے گا۔

اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا ان کے حق میں فرماتا ہے۔

أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ وَهِيَ جَهَنَّمُ سَاءَ مَوْسِمًا لِّمَنْ فِيهَا

لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَةً فِيهَا وَهِيَ جَهَنَّمُ كَمَا كُنتُمْ فِيهَا

وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ أَنْفُسُهُمْ خَالِدُونَ

”وہ ہمیشہ اپنی من مانی جی بھاتی مرادوں میں رہیں گے۔“

لَا يَحْزَنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ

”قیامت کی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ انھیں غمگین نہ کرے گی۔“

تَتَلَقَّهُمُ الْمَلَائِكَةُ فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔“

هَذَا يَوْمُكُمْ الَّذِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ط

”یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عزوجل سے ہے تو جو کسی صحابی پر طعن کرے اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے۔

اور ان کے بعض معاملات جن میں اکثر حکایات کا ذبہ ہیں ارشاد الہی کے مقابلے

پیش کرنا اہل اسلام کا کام نہیں۔

رب عزوجل نے اسی آیت حدید میں اس کا منہ بھی بند کر دیا کہ دونوں فرما دیے

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھلائی کا وعدہ کر کے ساتھ ہی ارشاد فرما دیا۔

وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ط اور اللہ کو خوب خبر ہے جو تم کرو گے۔

بائیں ہمہ اس نے تمہارے اعمال جان کر حکم فرما دیا کہ وہ تم سب سے جنت میں

عذاب و کرامت و ثواب بے حساب کا وورہ فرما چکا ہے۔

تو اب دوسرے کو کیا حق رہا کہ ان کی کسی بات پر طعن کرے، کیا طعن کرے

والا، اللہ سے جڈا اپنی مستقل حکومت قائم کرنا چاہتا ہے اس کے بعد جو کوئی کچھ

وہ اپنا سر کھائے اور خود جہنم میں جائے۔

علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض میں

فرماتے ہیں۔ جو حضرت معاد یہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن کرے وہ جہنم کے کتوں سے

کتاب ہے (احکام شریعت وغیرہ)

تنبیہ ضروری

اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ کہ و نکت عن ذکر الصحابة الا بخیر
 ” یعنی صحابہ کرام کا جب بھی ذکر ہو تو خیر ہی کے ساتھ ہونا فرض ہے۔“
 انھیں صحابہ کرام کے حق میں جو ایمان و سنت و اسلام حقیقی پر تادم مرگ ثابت
 رہے اور صحابہ کرام جمہور کے خلاف، اسلامی تعلیمات کے مقابل، اپنی خواہشات
 اتباع میں کوئی نئی راہ نہ نکالی اور وہ بد نصیب کہ اس سعادت سے محروم ہو کر اپنی
 ان الگ جا بیٹھے اور اہل حق کے مقابل، قتال پر آمادہ ہو گئے۔ وہ برگز اس کا
 راق نہیں اس لیے علمائے کرام فرماتے ہیں۔ کہ جنگ جمل و صفین میں جو مسلمان ایک دوسرے
 مقابل آئے ان کا حکم خطائے اجتہادی کا ہے۔ لیکن اہل نہروان جو مولیٰ علی کرم اللہ
 وجہہ ہکریم کی تکفیر کر کے بغاوت پر آمادہ ہوئے وہ یقیناً فساق، مجار، طاعی و
 کافر تھے اور ایک نئے فرقہ کے ساعی و ساتھی جو خوارج کے نام سے موسوم ہوا اور امت
 سے نئے فتنے اب تک اسی کے دم سے پھیل رہے ہیں (سراج العارف وغیرہ)



عقیدہ سادسہ

عشرہ مبشرہ و خلفائے اربعہ

اب ان سب میں افضل و اعلیٰ و اکمل حضرات عشرہ مبشرہ ہیں۔

وہ دس صحابی، جن کے قطعی جنتی ہونے کی بشارت و خوشخبری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زندگی ہی میں سنادی تھی وہ عشرہ مبشرہ کہلاتے ہیں۔

یعنی حضرات اہل بیتؑ و خلفائے اربعہ راشدین

حضرت طلحہ بن عبید اللہ

حضرت زبیر بن العوام

حضرت عبدالرحمن بن عوف

حضرت سعد بن ابی وقاص

حضرت سعید بن زید

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح

دہ یار بہشتی اند قطعی

سعدت سعید و بو عبیدہ

بو بکر و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ
طلحہ ست و زبیرؓ و عبدالرحمنؓ

اور ان میں خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور

ان چار ارکان قصر ملت (ملت اسلامیہ کے عالی شان محل کے چار ستونوں

دچار انہار بارخ شریعت (اور گلستان شریعت کی ان چار نہروں)

کے خصائص و فضائل، کچھ ایسے رنگ پر واقع ہیں کہ
ان میں سے جس کسی کی فضیلت پر تنہا نظر کیجے
یہی معلوم (دبتبادرو مفہوم) ہوتا ہے کہ

جو کچھ ہیں یہی ہیں ان سے بڑھ کر کون ہوگا

ہر گلے کہ ازیں چار باغ می نگرم

بہار دامن دل فی کشد کہ جا این جا بست

علی الخصوص شمع شبستان ولایت، بہار چہستان معرفت

امام الواصلین سید العارفین

(واصلان حق کے امام، اہل معرفت کے پیش رو)

خاتم خلافت نبوت، فاتح سلاسل طریقت

مولی المسلمین، امیر المومنین ابوالائمہ الطاہرین
رہاک طینت، پاکیزہ خصلت اماموں کے جد امجد

طاہر مطہر۔ قاسم کوثر

اسد اللہ غالب مظہر العجائب والغرائب مطلوب کل طالب سیدنا و مولانا علی

ن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم و

حشرنا فی زمرتہ فی یوم عظیم

کہ اس جناب گردوں قباب (جن کے قبہ کی کلس آسمان برابر ہے ان) کے

مناقب جلیلہ (اوصاف حمیدہ) و محامد جلیلہ (ذمائل حسنیہ)

جس کثرت و شہرت کے سائے (کثیر و مشہور۔ زبان زد عام و ص) ہیں

دوسرے کے نہیں

(بھیر) حضرات شیخین، صاحبین صہیرین

ر کہ ان کی صاحبزادیاں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شرف زوجیت
مشرف ہوئیں اور اہبات المؤمنین، مسلمانوں ایمان والوں کی ماٹیں کہلائیں

وزیرین (جیسا کہ حدیث شریف میں وارد کہ میرے دو وزیر آسمان پر ہیں جبرائیل
ومیکائیل اور دو وزیر زمین پر ہیں۔ ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

امیرین (کہ ہر دو امیر المؤمنین ہیں)

مشیرین (دونوں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس شوریٰ کے
رکن اعظم)

ضجیعین (ہم خواجہ اور دونوں اپنے آقا و مولیٰ کے پہلو بہ پہلو آج بھی مصروف
استراحت)

رفیقین (ایک دوسرے کے یار و غمگسار)

سیدنا و مولانا عبد اللہ العتیق ابو بکر صدیق

و جناب حق مآب ابو حفص عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما

کی شان و الاسب کی شانوں سے جدا ہے

اور ان پر سب سے زیادہ عنایت خدا اور رسول خدا جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم ہے

بعد انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین کے

جو مرتبہ ان کا خدا کے نزدیک ہے دوسرے کا نہیں

اور رب تبارک و تعالیٰ سے جو قرب و نزدیکی

اور بارگاہ عرش اشتباہ رسالت میں جو عزت و سر بلندی

ان کا حصہ ہے اور ان کا نصیب نہیں

اور منازلِ جنت و موائبِ بے منت میں

انہیں کے درجات سب پر عالی

فضائل و فواضل (فضیلتوں اور خصوصی بخششوں)

و حسنات و طہیبات (نیکیوں اور پاکیزگیوں)

میں انہیں کو تقدم و پیشی (یہی سب پر مقدم۔ یہی پیش پیش)

ہمارے علماء و ائمہ نے اس باب میں مستقل تصنیفیں فرما کر

سعادت کو نین و شرافت دارین حاصل کی۔

(ان کے فضائل تحریر میں لائے، ان کے محاسن کا ذکر فرمایا ان کے اولیات

تفصیلات گنائے)

ورنہ غیر متناعی (جو ہماری فہم و فراست کی رسائی سے ماوراء ہو۔ اس)

کا شمار کس کے اختیار

واللہ العظیم اگر ہزار دفتر ان کے شرح فضائل (اور بسط فواضل)

میں لکھے جائیں یکے از ہزار تحریر میں نہ آئیں سے

وعلى تفنن واصفيه بحسنه

يعنى الزمان وفيه ما لم يوصف

مگر کثرت فضائل و شہرت فواضل

(کثیر و کثیر فضیلتوں کا موجود اور پاکیزہ و برتر عزتوں مرحمتوں کا مشہور ہونا)

چیزے دیگر (اور بات ہے)

مطبوعہ رسالہ میں "وزاب بے منت" مطبوع ہے اور حاشیہ پر تحریر کہ اصل میں ایسا ہی ہے

نے اسے موائب لکھا جبکہ منازل کا ہم قافیہ ہے منابل یعنی چشمے اور یہی انصیب ۱۲۔ محمد خلیل

اور فضیلت و کرامت

(سب سے افضل اور بارگاہ عزت میں سب سے زیادہ قریب ہونا)

امرے آخر (ایک اور بات ہے اس سے جدا و ممتاز)

فضل، اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے جسے چاہے عطا فرمائے

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ

اس کی کتاب کریم اور اس کا رسول عظیم علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام

علی الاعلان گواہی دے رہے ہیں کہ

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد ماجد، مولیٰ علی کریم اللہ وجہہ الکریم سے

روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں۔

كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَقَالَ يَا

عَلِيُّ هَذَا أَيْنَ سَيِّدِ الْهَوْلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَتَبَابَهَا بَعْدَ النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ

”میں خدمت اقدس حضور افضل الانبياء صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر تھا

کہ ابو بکر و عمر سامنے آئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علی!

یہ دونوں سردار ہیں اہل جنت کے سب لوڑھوں اور جوانوں کے، بعد

انبياء و مرسلين کے“ (رواہ الترمذی، وابن ماجہ و عبد اللہ بن الامام احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہے۔

حضور کا ارشاد ہے۔ ابو بکر و عمر خیر الاولین و آخرین و

خَيْرُ أَهْلِ السَّمَوَاتِ وَخَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضَيْنِ

الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ ط

ابو بکر و عمر بہتر ہیں سب انگوں پھلوں کے

اور بہتر ہیں سب آسمان والوں سے۔

اور بہترین سب زمین والوں سے

سوا انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے

رواہ الحاکم فی الکنیٰ وابن عدی وخطیب

خود حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے بار بار

اپنی کرسی مملکت و سطوت (وودبہ) خلافت میں

افضلیت مطاقہ شیخین کی تصریح فرمائی۔

(اور صاف صاف و اشکاف الفاظ میں بیان فرمایا کہ یہ دونوں حضرات علی الاطلاق

بلا قید جہت و حیثیت، تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں)

اور یہ ارشاد ان سے تو اتر ثابت ہوا کہ

انہی سے زیادہ صحابہ و تابعین نے اسے روایت کیا۔

اور فی الواقع اس مسئلہ (افضلیت شیخین کریمین) کو

جیسا حق مآب مرتضوی نے صاف صاف و اشکاف

بہ کرات و مرات (بار بار موقع بہ موقع اپنی)

حکوات و خلوات (عمومی محفلوں، خصوصی نشستوں)

و مشاہدہ عامہ و مساجد جامعہ

(عامۃ الناس کی مجلسوں اور جامع مسجدوں)

میں ارشاد فرمایا، دوسروں سے واقع نہیں ہوا

(ازاں حبلہ وہ ارشاد گرامی کہ)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت محمد بن حنفیہ

صاحبزادہ جناب امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

قَالَ قُلْتُ لِأَبِي أُمِّي أَلَيْسَ خَيْرٌ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟

قال "ابوبکر"

قال "قلت ثم من؟ قال عمر"

یعنی میں نے اپنے والد ماجد امیر المؤمنین مولیٰ علیٰ کرم اللہ وجہہ سے عرض کیا کہ
"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں سے بہتر کون ہیں؟

ارشاد فرمایا "ابوبکر"۔ میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا "عمر"

ابو عمر بن عبد اللہ، حکم بن عجل سے اور دارقطنی اپنی سنن میں راوی

جناب امیر کرم اللہ وجہہ تعالیٰ فرماتے ہیں

لا أحد أحداً فضلتني علي أبي بكر وعمر إلا جلدته جلد المفتري

جسے میں پاؤں گا کہ شیخین (حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

سے مجھے افضل بتانا (اور مجھے ان میں سے کسی پر فضیلت دیتا) ہے

اسے مفتری (افترا و بہتان لگانے والے) کی حد ماروں گا کہ اسٹی کوڑے ہیں

ابو القاسم طلحی کتاب السنۃ میں جناب علقمہ سے راوی

بلغ علياً أن أقواماً يفضلونهُ علي أبي بكر وعمر

فضعد المنبر - فحمد الله واشتني عليه ثم قال

أيها الناس! انه بلغني ان أقواماً يفضلونني علي أبي بكر وعمر

ولو كنت تقدمت فيه لعاقبت فيه

فمن سمعته بعد هذا اليوم يقول هذا

فهو مفتري - عليه حد المفتري - ثم قال

ان خير أمة أخرجت للناس بعد نبينا صلي الله عليه وسلم ابوبكر ثم عمر

ثم الله أعلم بالخير بعداً

قال وفي المجلس الحسن بن علي فقال

وَاللّٰهُ كَوَسِيٍّ الْثَلَاثَةَ لَسْتُمْ عِثْمَانِ

یعنی جناب مولیٰ علی کو خبر پہنچی کہ کچھ لوگ امھیں

حضرات شیخین رضی اللہ عنہما پر تفضیل دیتے

(اور حضرت مولیٰ کو ان سے افضل بتاتے ہیں)

پس منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا

”اے لوگو! مجھے خبر پہنچی کہ کچھ لوگ مجھے ابوبکر و عمر سے افضل بتاتے ہیں

اور اگر میں نے پہلے سے سنا ہوتا تو اس میں سزا دیتا

یعنی پہلی بار تفسیم (و تنبیہ) پر قناعت فرماتا ہوں

پس اس دن کے بعد جسے ایسا کہتے سنوں گا

تو وہ مفتری (بہتان باز ہونے والا) ہے اس پر مفتری کی حد لازم ہے

پھر فرمایا بے شک بہتر اس امت کے بعد ان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوبکر

ہیں۔ پھر عمر۔ پھر خدا خوب جانتا ہے بہتر کوان کے بعد

اور مجلس میں امام حسن بھی جلوہ فرماتے

امھوں نے ارشاد کیا خدا کی قسم اگر تم میرے کا نام لیتے تو عثمان کا نام لیتے۔

بالجملہ احادیث مرفوعہ و اقوال حضرت مرتضوی و اہل بیت نبوت

اس بارے میں لا تعداد ولا تخصی (بے شمار دلائل انتہا) ہیں۔

کہ بعض کی تفسیر فقیر نے اپنے رسالہ تفضیل میں کی

۱۰۱۱ حضرت قدس سرہ العزیز نے مسئلہ تفضیل شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر نوے جز کے قریب ایک کتاب تسمیٰ بہ

منہی التفضیل لمجرب التفضیل لکھی پھر مطلع القمرین فی ابانۃ سبقتہ العرین میں اس کی تلخیص کی۔ غالباً اس ارشاد

گرامی میں اشارہ اسی کی طرف ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد خلیل القادری عفی عنہ

اب اہل سنت (کے علمائے ذوی الاحترام) نے ان احادیث و آثار میں

جو نگاہ غور کو کام فرمایا تو تفصیل شیخین کی

صد ہا تصریحیں (سینکڑوں صراحتیں) علی الاطلاق پائیں

کہیں جہت و حیثیت کی قید نہ دیکھی کہ

یہ صرف فلاں حیثیت سے افضل ہیں

اور دوسری حیثیت سے دوسروں کو افضلیت (حاصل ہے)

لہذا انہوں نے عقیدہ کر لیا کہ

گو فضائل خاصہ و خصائص ناضلہ (مخصوص فضیلتیں اور فضیلت میں خصوصیتیں)

حضرت مولیٰ (علی مشکل کشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ)

اور ان کے غیر کو بھی ایسے حاصل

(اور بطلان الہی وہ ان خصوصیات کے تہا حاصل)

چو حضرات شیخین (کریمین جلیلین) نے نہ پائے

جیسے کہ اس کا عکس بھی صادق ہے

(کہ امیرین و وزیرین کو وہ خصائص عالیہ اور فضائل عالیہ، بارگاہ الہی سے مرحمت

ہوئے کہ ان کے غیر نے اس سے کوئی حصہ نہ پایا)

مگر فضل مطلق کئی (کسی جہت و حیثیت کا لحاظ کیے بغیر فضیلت مطلقہ کلیہ)

جو کثرت ثواب و زیارت قرب رب اللہ سے عبارت ہے)

وہ انہیں کو عطا ہوا (اور ان کے نصیب میں نہ آیا)

(یعنی اللہ عزوجل کے یہاں زیادہ عزت و منزلت جسے کثرت ثواب سے بھی تعبیر کرتے

ہیں وہ صرف حضرات شیخین نے پایا۔ اس سے مراد اجر و النعام کی کثرت و زیادت نہیں

کہ بارہا مفضول کے لیے ہوتی ہے۔

حدیث میں ہمراہ بیان سیدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت آیا کہ ان میں سے ہر ایک کے لیے پچاس کا اجر ہے۔ صحابہ نے عرض کیا ان میں کے پچاس کا یا ہم میں کے۔ فرمایا ”بلکہ تم میں کے“۔ تو اجر ان کا زائد ہوا۔ انعام و معاوضہ محنت انہیں زیادہ ملا مگر افضلیت میں وہ صحابہ کے ہم سر بھی نہیں ہو سکتے۔ زیارت درکنار۔ کہاں امام مہدی کی رفاقت اور کہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیت؟ اس کی نظیر ملا تشبیہ یوں سمجھیے کہ سلطان نے کسی مہم پر وزیر اور بعض دیگر افسروں کو بھیجا۔ اس کی فتح پر ہر افسر کو لاکھ لاکھ روپے انعام دیے اور وزیر کو خالی پروانہ خوشنودی مزاج دیا۔ تو انعام انہیں افسروں کو زیادہ ملا اور اجر و معاوضہ انہوں نے زیادہ پایا مگر کہاں وہ اور کہاں وزیر اعظم کا اعزاز (بہار شریعت)

اور یہ اہل سنت و جماعت کا وہ عقیدہ ثابتہ محکمہ ہے کہ

اس عقیدہ کا خلاف اول تو کسی حدیث صحیح میں ہے ہی نہیں اور اگر بالفرض کہیں ہوئے خلاف پائے بھی تو

سمجھ لے کہ یہ ہماری فہم کا قصور ہے (اور ہماری کوتاہ فہمی)

ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اور خود حضرت مولیٰ و اہلبیت کرام

(صاحب البیت ادری بما فیہ کے مصداق۔ اسرار خانہ سے مقابلہ واقف تر)

کیوں بلا تفتیق (کسی جہت و حیثیت کی قید کے بغیر)

انہیں افضل و خیر امت و سردار اولین و آخرین بتاتے

کیا آیت کریمہ (قل تعالوا ابناؤنا و ابناؤکم) و انفسنا و انفسکم

و حدیث صحیح من کنت مولاه فعلی مولاه

اور خبر شدید الضعف و قوی الجرح (نہایت درجہ ضعیف و قابل شدید جرح و تعدیل)

لحمك لحمى ودمك دمى

(مٹھارا گوشت میرا گوشت اور مٹھارا خون میرا خون ہے)

بر تقدیر ثبوت (بشرطیکہ ثابت و صحیح مان لی جائے)

و غیر ذلک (احادیث و اخبار) سے انھیں آگاہی نہ تھی۔

رہوش و حواس پر علم و شعور اور فہم و فراست میں بیگانہ روزگار ہوتے ہوئے ان اسرار

درون خانہ سے بیگانہ رہے اور اسی بیگانگی میں عمریں گزار دیں)

یا (انھیں آگاہی اور ان اسرار پر اطلاع) تھی تو وہ (ان واضح الدلائل الفاظ) کا

مطلب نہ سمجھے (اور غیرت و شرم کے باعث اور کسی سے پوچھ نہ سکے)

یا سمجھے (حقیقت حال سے آگاہ ہوئے)

اور اس میں تفضیل شیخین کا خلاف پایا

مگر خاموش رہے اور جمہور صحابہ کرام کے برخلاف عقیدہ رکھا زبان پر اس کا

خلاف نہ آنے دیا اور حالانکہ یہ ان کی پاک جنابوں میں گستاخی اور ان پر تقیہ ملعونہ کی

تہمت تراشی ہے)

تو (اب ہم) کیونکر خلاف سمجھ لیں (کسے کہہ دیں کہ ان کے دل میں خلاف تھا زبان سے اقرار)

اور تصریحات بینہ و قاطعہ الدلائل

(روشن صراحتوں قطعی دلائلوں)

وغیر محتملہ الخلاف کو (جن میں کسی خلاف کا احتمال نہیں کوئی ہیر پھیر نہیں)

کیسے پس پشت ڈال دیں

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ كَرَّمَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لِي

فقیر حقیر کو یہ ایسا جواب شافی تعلیم فرمایا کہ

منصف (انصاف پسند ذی ہوش) کے لیے اس میں کفایت

(اور یہ جواب اس کی صحیح رہنمائی و ہدایت کے لیے کافی)
 اور متعصب کو (کہ آتش غلو میں سلگتا اور ضد و نفسانیت کی راہ چلتا ہے)
 اس میں غیظ بے نہایت (قُلْ مَوْتُوْا بِالْغَيْظِ كُمْ) انہیں آتش غضب میں جلنا مبارک)
 (ہم مسلمانان الہدیت کے نزدیک ، حضرت مولیٰ کی ماننا)

یہی محبت علی مرتضیٰ ہے

اور اس کا بھی (یہی تقاضا) یہی مقتضی ہے کہ محبوب کی اطاعت کیجیے

اور اس کے غضب اور اسی کوڑوں کے استحقاق سے بچیے (والعیاذ باللہ)

اللہ ! اللہ . وہ امام الصدیقین ، اکمل الاولیاء ، العارفین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ جس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و محبت کو حفظ جان پر مقدم رکھا
 حالانکہ جان کا رکھنا سب سے زیادہ اہم فرض ہے ۔ اگر بوجہ ظلم عدو مکابر وغیرہ نماز پڑھنے میں
 معاذ اللہ ہلاک جان کا یقین ہو تو اس وقت ترک نماز کی اجازت ہوگی ۔
 یہی تعظیم و محبت و جان نثاری و پروانہ واری شیخ رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے
 جس نے صدیق اکبر کو بعد انبیاء و مرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تمام جہان پر تفوق
 بخشا اور ان کے بعد ، تمام عالم ، تمام خلق ، تمام اولیاء تمام عرفاء سے افضل و اکرم
 و اکمل و اعظم کر دیا ۔

وہ صدیق جس کی نسبت حدیث میں آیا کہ ” ابو بکر کو کثرت صوم و صلوٰۃ کی وجہ سے
 تم پر فضیلت نہ ہوئی بلکہ اس سر کے سبب جو اس کے دل میں راسخ و متمکن ہے “
 وہ صدیق جس کی نسبت ارشاد ہوا ” اگر ابو بکر کا ایمان ، میری تمام امت کے ایمان
 کے ساتھ وزن کیا جائے تو ابو بکر کا ایمان غالب آئے “

وہ صدیق ۔ کہ خود ان کے مولائے اکرم و آقائے اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-
 ” کسی کا ہمارے ساتھ کوئی ایسا سلوک نہیں ہے جس کا ہم نے عوض نہ کر دیا ہو

سوا ابو بکر کے۔ کہ ان کا ہمارے ساتھ وہ حسن سلوک ہے جس کا بدلہ اللہ تعالیٰ

انہیں روز قیامت دے گا۔

وہ صدیق۔ جس کی افضلیت مطلقہ پر قرآن کریم کی شہادت ناطقہ ہے کہ فرمایا

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ اتَّقَاكُمْ

تم میں سب سے زیادہ عزت والا اللہ کے حضور وہ ہے جو تم سب میں اتقاء ہے

اور دوسری آیتہ کریمہ میں صاف فرمادیا وَ سَيُجَنَّبُهَا (الْوَقْفَى)

قریب ہے کہ جہنم سے بچایا جائے گا وہ اتقی

بشہادت آیت اولیٰ، ان آیات کریمہ سے وہی مراد ہے جو افضل و اکرم امت

مرحومہ ہے اور وہ نہیں مگر اہل سنت کے نزدیک صدیق اکبر۔

اور تفضیلیہ و روافض کے یہاں امیر المؤمنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مگر اللہ عزوجل کے لیے حمد کہ اس نے کسی کی تلبیس و تدلیس اور حق و باطل میں

آمیزش و آویزش کو جگہ نہ چھوڑی۔ آیتہ کریمہ نے ایسے وصف خاص سے اتقی کی تعیین فرمادی

جو صدیق اکبر کے سوا کسی پر صادق آہی نہیں سکتا۔

فرماتا ہے وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ نِعْمَةٍ مَحْزُومَةٍ

اس پر کسی کا ایسا احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے۔

اور دنیا جانتی مانتی ہے کہ وہ صرف صدیق اکبر ہی ہیں جن کی طرف سے ہمیشہ بندگی

و غلامی و خدمت و نیاز مندی اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے، براہ بندہ نوازی

قبول و پذیرائی کا برتاؤ رہا یہاں تک کہ خود ارشاد فرمادیا کہ بے شک تمام آدمیوں میں اپنی جان

مال سے کسی نے ایسا سلوک نہ کیا جیسا ابو بکر نے کیا۔

جب کہ مولیٰ علی نے حضور مولائے کل، سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے کنارے

میں پرورش پائی، حضور کی گود میں ہوش سنبھالا اور جو کچھ پایا بظاہر حالات یہیں سے پایا۔

تو آئیہ کریمہ میں وما لاحد عندنا من نعمۃ تجزی سے مولیٰ علی قطعاً مراد نہیں ہو سکتے۔ بلکہ بالیقین صدیق اکبر ہی مقصود ہیں اور اسی پر اجماع مفسرین موجود۔

وہ صدیق بھیجیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرضیت حج کے بعد پہلے ہی سال میں امیر الحج مقرر فرمایا اور انھیں کو اپنے سامنے اپنے مرض الموت شریف میں اپنی جگہ امام مقرر فرمایا حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب ہم نے غور کیا (تو اس نتیجہ پر پہنچے) کہ نماز تو اسلام کا رکن ہے اور اسی پر دین کا قیام ہے اس لیے ہم نے امور خلافت کی انجام دہی کے لیے، بھی اسی پر رضامندی ظاہر کر دی۔ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دین کے لیے پسند فرمایا تھا۔ اور اسی لیے ہم نے ابو بکر کی بیعت کر لی۔“

اور فاروق اعظم تو فاروق اعظم ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ فاروق جن کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی کہ:-

اللَّهُمَّ آعِزِّ الْأُسْلَامِ يَعْمُرُ بِنِ حُطَّابٍ خَاصَّةً

”اللہ ای اسلام کی خاص عمر بن خطاب کے اسلام سے عزتیں بڑھا۔“

اس دعائے کریم کے باعث عمر فاروق اعظم کے ذریعہ سے جو جو عزتیں اسلام کو

ملیں، جو جو بلائیں اسلام و مسلمین پر سے دفع ہوئیں۔ مخالف موافق سب پر روشن و مبین

دلہذا ستینا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مَا ذَلَّنَا أَعِزَّةً مِّنْذَ اسْلَمَ

عمرو۔ ہم ہمیشہ معزز رہے جب سے عمر اسلام لائے (بخاری)

وہ فاروق۔ جن کے حق میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

”اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا (رضی اللہ عنہ)

یعنی آپ کی فطرت اتنی کاملہ تھی کہ اگر دروازہ نبوت بند نہ ہوتا تو محض فضل الہی سے

وہ نبی ہو سکتے تھے کہ اپنی ذات کے اعتبار سے نبوت کا کوئی مستحق نہیں)

وہ فاروق۔ جن کے بارے میں ارشاد محبوب رب العالمین موجود کہ

”عمر کہیں ہو، حق اس کی رفاقت میں رہے گا“

وہ فاروق۔ جن کے لیے صحابہ کرام کا اجماع کہ

”عمر علم کے نو حصے لے گئے“ جبکہ ابو بکر صدیق، صحابہ میں سب سے زیادہ

علم والے تھے۔

وہ فاروق۔ کہ جس راہ سے وہ گزر جائیں شیاطین کے دل دہل جائیں۔

وہ فاروق۔ کہ جب وہ اسلام لائے ملائعہ اعلیٰ کے فرشتوں نے حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کی بارگاہ میں تہنیت و مبارکبادیوں کی ڈالیاں نذرانے میں پیش کیں۔

وہ فاروق۔ کہ ان کے روز اسلام سے، اسلام ہمیشہ عزیزتیں اور سر بلندیاں ہی پاتا

گیا۔ ان کا اسلام فتح تھا، ان کی ہجرت نصرت اور ان کی خلافت رحمت

(رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اور جب ثابت ہو گیا کہ قرب الہی (معرفت و کثرت ثواب میں)

شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مزیت و تفوق (زیادت و فوقیت) ہے

تو ولایت (خاصہ جو ایک قرب خاص ہے کہ مولیٰ عزوجل اپنے برگزیدہ بندوں کو،

محض اپنے فضل و کرم سے عطا فرماتا ہے یہ)

بھی انھیں کی اعلیٰ ہوئی (اور ولایت شیخین، جملہ اکابر اولیاء کی ولایت بنالہ)

(ہاں) مگر ایک درجہ قرب الہی جل جلالہ، و رزقت اللہ کا

(ضروری الحاظ اور خصوصاً حضرات علماء و فضلاء امت کی توجہ کا مستحق ہے اور

وہ یہ ہے کہ مرتبہ تکمیل پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جانب کمالات نبوت، حضرات

شیخین کو قائم فرمایا اور جانب کمالات ولایت حضرت مولیٰ اعلیٰ مشکل کشا کو توجہ

اولیائے مابعد نے، مولیٰ علی ہی کے گھر سے نعمت پائی انھیں کے دست نگر تھے انھیں کے دست نگر ہیں اور انھیں کے دست نگر رہیں گے)

پر ظاہر ہے کہ سیر الی اللہ میں تو سب اولیاء برابر ہوتے ہیں اور وہاں

لَا تَفْرَقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْ ذٰسِلِهِ

(ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے)

کی طرح لَا تَفْرَقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْ أَدْلِيَاہِہِ

(ہم اس کے دوستوں میں کوئی تفریق نہیں کرتے)

کہا جاتا ہے

(یعنی تمام اولیاء اللہ، اصل طریق ولایت یعنی سیر الی اللہ میں برابر ہوتے ہیں اور ایک دوسرے پر سبقت و فضیلت کا قول باعتبار سیر فی اللہ کیا جاتا ہے کہ جب مالک عالم لاموت پر پہنچا۔ سیر و سلوک تمام ہوا یعنی سیر الی اللہ سے فراغت کے بعد سیر فی اللہ شروع ہوتی ہے اور اس کی نہایت وجہ نہیں)

جب (عالم لاموت پر پہنچ کر) ماسوائے الہی آنکھوں سے گر گیا۔

اور مرتبہ فنا تک پہنچ کر آگے قدم بڑھا تو وہ سیر فی اللہ ہے

اس کے لیے انتہا نہیں

اور یہیں تفاوت قرب (بارگاہ الہی میں عزت و منزلت اور کثرت ثواب میں فرق)

خلوہ گر ہوتا ہے۔

جس کی سیر فی اللہ زائد۔ وہی خدا سے زیادہ نزدیک

پھر بعض بڑھتے چلے جاتے ہیں

(اور جذب الہی انھیں اپنی جانب کھینچتا رہتا ہے ان کی یہ سیر کبھی ختم نہیں ہوتی)

اور بعض کو دعوتِ خلق (ورسہائی مخلوق الہی) کے لیے

منزل ناسوتی عطا فرماتے ہیں

(جسے عالم شہادت، وعالم خلق وعالم جسمانی وغیرہ بھی کہتے ہیں اور اس منزل میں، تعلق مع اللہ کے ساتھ، ان میں خلائق سے علاقہ پیدا کر دیا جاتا ہے اور وہ خلق خدا کی ہدایت کی طرف بھی متوجہ رہتے ہیں۔)

ان سے طریقہ، خرقہ و بیعت کا رواج پاتا ہے اور

سلسلہ طریقت جنبش میں آتا ہے

مگر یہ معنی اسے مستلزم نہیں (اور اس سے یہ لازم نہیں آتا)

ان کی سیر فی اللہ اگلوں سے بڑھ جائے

(اور یہ دعوت خلق و رہنمائی مخلوق کے باعث، بارگاہ الہی میں، ان سے سوا

عزت و منزلت اور ثواب میں کثرت پا جائیں)

ہاں یہ ایک فضل جداگانہ ہے کہ

انہیں ملا اور دوسروں کو عطا نہ ہوا

تو یہ کیا؟ اور اسی کی تخصیص کیسی؟

اس کے سوا صد باخصائص حضرت مولیٰ کو ایسے ملے

کہ شیخین کو نہ ملے

مگر (بارگاہ الہی میں) قرب و رفعت درجات میں

انہیں کو افزونی رہی (انہیں کو مرتبت علی اور انہیں کے قدم پیش پیش رہے)

ورنہ کیا وجہ ہے کہ ارشادات مذکورہ بالا میں

انہیں، ان سے افضل و بہتر کہا جاتا ہے

(اور وہ بھی علی الاطلاق، کسی جہت و حیثیت کی قید کے بغیر)

اور ان کی (یعنی حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسمی)

کی افضلیت (اور ان کی ان حضرات پر تفضیل)

کا بہ تاکید تاکید (مؤکدہ در مؤکدہ)

انکار کیا جاتا ہے

حالانکہ ادنیٰ ولی، اعلیٰ ولی سے افضل نہیں ہو سکتا ہے

آخر دیکھیے حضرت امیر (مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم)

کے خلفائے کرام میں حضرت سبط اصغر (سیدنا امام حسین)

و جناب خواجہ حسن بصری کو تنزل ناسوتی ملا

اور حضرت سبط اکبر (سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کوئی سلسلہ جاری نہ ہوا

حالانکہ قرب ولایت امام مجتبیٰ (سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ولایت و قرب خواجہ (حسن بصری) سے بالیقین اتم و اعلیٰ (برتر و بالا)

اور ظاہر احادیث سے سبط اصغر شہزادہ گلگوں قبا

(شہید کرب و بلا)

پر بھی ان کا فضل ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین



عقیدہ سابقہ

مشاجرات صحابہ کرام

حضرت مرتضوی (امیر المؤمنین سیدنا علی مرتضیٰ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

جنہوں نے مشاجرات و منازعات کیے

(اور اس حق مآب صائب الرائے کی رائے سے مختلف ہوئے اور ان اختلافات کے باعث، ان میں جو واقعات رونما ہوئے کہ ایک دوسرے کے درمقابل آئے مثلاً جنگ جمل میں حضرت طلحہ و زبیر و صدیقہ عائشہ اور جنگ صفین میں حضرت امیر معاویہ بمقابلہ مولیٰ علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

ہم اہلسنت ان میں حق، جانب جناب مولیٰ (مانتے)

اور ان سب کو (مورد لغزش) بر غلط و خطا

اور حضرت اسد اللہی کو بدرجہا

ان سے اکمل و اعلیٰ جانتے ہیں

مگر بایں ہمہ لمجاظا حدیث مذکورہ

(کہ ان حضرات کے مناقب و فضائل میں مروی ہیں)

زبان طعن و تشنیع، ان دوسروں کے حق میں نہیں کھولتے

اور انہیں ان کے مراتب پر

جو ان کے لیے شرع میں ثابت ہوئے رکھتے ہیں۔

کسی کو کسی پر اپنی ہوائے نفس سے فضیلت نہیں دیتے۔

اور ان کے مشاجرات میں دخل اندازی کو حرام جانتے ہیں

اور ان کے اختلافات کو، ابوحنیفہ و شافعی جیسا اختلاف سمجھتے ہیں۔

تو ہم اہلسنت کے نزدیک ان میں سے کسی اونٹنی صحابی پر بھی طعن جائز نہیں

چہ جائیکہ اُمّ المؤمنین صدیقہ (عائشہ طیبہ طاہرہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہا

کی جناب رفیع (اور بارگاہِ وقیع) میں طعن کریں

عاش! یہ اللہ ورسول کی جناب میں گستاخی ہے

اللہ تعالیٰ ان کی تطہیر و برکت

(پاکدامنی و عفت اور منافقین کی بہتان تراشی سے براءت)

میں آیات نازل فرمائے

اور ان پر بہت دھرنے والوں کو وعیدیں عذاب الیم کی سنائے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم انھیں اپنی سب ازواجِ مطہرات میں زیادہ چاہیں

جہاں منہ رکھ کر عائشہ صدیقہ پانی پیئیں

حضور اسی جگہ اپنا لب اقدس رکھ کر

وہیں سے پانی پیئیں

یوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب ازواج (مطہرات، طیبات، طاہرات)

دنیا و آخرت میں، حضور ہی کی بیبیاں ہیں

مگر عائشہ سے محبت کا یہ عالم ہے کہ ان کے حق میں ارشاد ہوا کہ

یہ حضور کی بی بی ہیں دنیا و آخرت میں

حضرت خیر النساء یعنی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حکم ہوا ہے کہ

فاطمہ تو مجھ سے محبت رکھتی ہے تو عائشہ سے بھی محبت رکھ

کہ میں اسے چاہتا ہوں

چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ سے فرمایا
 اٰیُّ بُنَيَّتِهٖ ! اَلَسَتْ تُحِبُّنِيْنَ مَا اُحِبُّ؟
 فَقَالَتْ بَلٰی . فَقَالَ اَحِبِّيْ هٰذِهِ .

پیارے بیٹی جس سے میں محبت کرتا ہوں کیا تو اس سے محبت نہیں رکھتی؟
 عرض کیا، بالکل ہی درست ہے (جسے آپ چاہیں میں ضرور اسے چاہوں گی)
 فرمایا۔ تب تو بھی عائشہ سے محبت رکھا کر۔

سوال ہو اسب آدمیوں میں حضور کو محبوب کون ہیں؟

جواب عطا ہوا ”عائشہ“

وہ عائشہ صدیقہ بنت الصدیق، اُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ

جن کا محبوبہ رب العالمین ہونا، آفتاب نیم روز سے روشن تر
 وہ صدیقہ، جن کی تصویر بہشتی حریر میں

روح القدس، خدمت اقدس سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر لائیں

وہ اُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ کہ جبریل امین باں فضل مبین، انھیں سلام کریں

اور ان کے کاشانہ عزت و طہارت میں بے اذن لیے حاضر نہ ہو سکیں

نوٹ:- بریلی شریف سے شائع ہونے والے رسالہ میں مذکور کہ یہاں اصل میں بہت
 بیاض ہے۔ درمیان میں کچھ نا تمام سطریں ہیں مناسبت مقام سے جو کچھ فہم قاصر میں آیا
 بنا دیا ۱۲۔ اس فقیر نے ان اضافوں کو، اصل عبارت سے ملا کر قوسین میں محدود کر دیا
 ہے تاکہ اصل واضحا میں امتیاز رہے اور ناظرین کو اس کا مطالعہ سہل ہو۔ اس میں غلطی ہو
 تو فقیر کی جانب منسوب کیا جائے محمد خلیل عفی عنہ

وہ صدیقہ کہ اللہ عزوجل وحی نہ بھیجے، ان کے سوا کسی کے لحاف میں
وہ ام المومنین کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی سفر میں،
بے ان کے تشریف لے جائیں ان کی یاد میں ”واعروسا“ فرمائیں

وہ صدیقہ کہ یوسف صدیق علیہ الصلوٰۃ والسلام،
کی براءت و پاکدامنی کی شہادت، اہل زلیخا سے ایک بچہ ادا کرے
بتول مریم کی تطہیر و عفت مآبی، روح اللہ کلمۃ اللہ فرمائیں
مگر ان کی براءت پاک طینتی، پاک دامانی و طہارت،
کی گواہی میں قرآن کریم کی آیات کریمہ نزول فرمائیں
وہ ام المومنین کہ محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم
ان کے پانی پینے میں دیکھتے رہیں کہ کوزے میں،
کس جگہ لب مبارک رکھ کر پانی پیائے۔

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لب مبارک و خدا پسند
دہیں رکھ کر پانی نوش فرمائیں

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَيْهَا وَعَلَى آبِهَا وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

آدمی اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھے اگر کوئی اس کی ماں کی توہین کرے اس پر
بہتان اٹھائے یا اسے برا بھلا کہے تو اس کا کیسا دشمن ہو جائے گا اس کی صورت دیکھ کر
آنکھوں میں خون اتر آئے گا اور مسلمانوں کی مائیں یوں بے قدر ہوں کہ کلمہ پڑھ کر ان پر
طعن کریں تہمت دھریں اور مسلمان کے مسلمان بنے رہیں۔

(ولا حول ولا قوة الا باللہ العلیٰ العظیم)

اور زبیر و طلحہ ان سے بھی افضل

کہ عشرہ مبشرہ سے ہیں۔

وہ (یعنی زبیر بن العوام) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھوپھی زاد بھائی

اور حواری (جاں باز، معاون و مددگار)

اور یہ (یعنی طلحہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کے لیے

سپر۔ وقت جان نثاری (جیسے ایک جاں نثار نڈر سپاہی و سرفروش محافظ)

رہے امیر مواد یہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو

ان کا درجہ ان سب کے بعد ہے

اور حضرت مولیٰ علی (مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی)

کے مقام رفیع (مراتب بلند و بالا)

و شان سنیع (عظمت و منزلت محکم و اعلا)

تک تو ان سے وہ دور دراز منزلیں ہیں

جن میں ہزاروں ہزار، رہوار برق کردار

(ایسے کشادہ و فراخ قدم گھوڑے، جیسے بجلی کا کوندا)

صبارفتار (سوا سے بات کرنے والے تیز رو، تیز کام)

تھک رہیں اور قطع (مسافت) نہ کر سکیں۔

مگر فضل صحبت (و شرف صحابیت و فضل و شرف سعادت اور خدائی دین ہے۔

جس سے مسلمان آنکھ بند نہیں کر سکتے تو ان پر لعن طعن یا ان کی توہین تنقیص کیسے گوارا

رکھیں اور کیسے سمجھ لیں کہ مولیٰ علی کے مقابلے میں انھوں نے جو کچھ کیا برناتے نفسانیت

تھا۔ صاحب ایمان مسلمان کے خواب و خیال میں بھی یہ بات نہیں آسکتی۔

ہاں ایک بات کہتے ہیں اور ایمان لگی کھٹے ہیں کہ

ہم تو بچھڑا اللہ، سرکار اہلبیت (کرام)

کے غلامان خانہ زاد ہیں (اور موردِ فانی خدمتگار خدمت گزار)

ہمیں (امیر) معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کیا رشتہ

کہ خدا نخواستہ، ان کی حمایت بے جا کریں

مگر ہاں اپنی سرکار کی طرفداری

(اور امر حق میں ان کی حمایت و پاسداری)

اور ان (حضرت امیر معاویہ) کا (خصوصاً)

الزام بدگوئیاں (اور دریدہ دہنوں، بدزبانوں کی تہمتوں)

سے بری رکھنا منظور ہے۔

کہ ہمارے شہزادہ اکبر حضرت سبط (اکبر حسن) مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے حسب بشارت اپنے جد امجد سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے

بعد اختتام مدت (خلافت راشدہ کہ منہاج نبوت پر تیس سال رہی اور سیدنا

م حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھ ماہ مدت خلافت پر ختم ہوئی)

عین معرکہ جنگ میں (ایک فوج جرار کی ہمراہی کے باوجود)

بھتیار رکھ دیے (بالفقد والا اختیار)

اور ملک (اور امور مسلمین کا انتظام و انصرام)

امیر معاویہ کو سپرد کر دیا (اور ان کے ہاتھ پر بیعت اطاعت فرمائی)

اگر امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ العیاذ باللہ

کافر یا فاسق فاجر یا ظالم جاڑھے تھے

یا غاصب جاڑھے تھے (ظلم و جور و جبر پر کمر بستہ)

تو ازام امام حسن پر آتا ہے

کہ انھوں نے کاروبار مسلمین و انتظام شرع و دین

باختیار خود (بلا جبر و کراہ بلا ضرورت شرعیہ، باوجود مقتدرت)

ایسے شخص کو تفویض فرما دیا (اور اس کی تحویل میں دے دیا)
 اور خیر خواہی اسلام کو معاذ اللہ کام نہ فرمایا (اس سے ہاتھ اٹھالیا)
 اگر مدت خلافت ختم ہو چکی تھی

اور آپ (خود) بادشاہت منظور نہیں فرماتے تھے)

تو صحابہ حجاز میں کوئی اور

قابلیت نظم و نسق دین نہ رکھتا تھا

جو انھیں کو اختیار کیا (اور انھیں کے ہاتھ پر بیعت اطاعت کر لی)

حاشیہ اللہ

بلکہ یہ بات، خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے

کہ حضور نے اپنی پیش گوئی میں

ان کے اس فعل کو پسند فرمایا اور ان کی سیادت کا نتیجہ ٹھہرایا
 کما فی صحیح البخاری

صادق و مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت فرمایا:-

إِنَّ ابْنِي هَذَا أَسِيدٌ

لَعَلَّ اللَّهُ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِتْنَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ط

”میرا یہ بیٹا سید ہے، سیادت کا علمبردار

میں امید کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل اس کے باعث

دو بڑے گروہ اسلام میں صلح کرا دے“

آیہ کریمہ کا ارشاد ہے وَ نَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غَلٍّ

اور ہم نے ان کے سینوں میں سے کینے کھینچ لیے۔

”جو دنیا میں ان کے درمیان تھے اور طبیعتوں میں جو کدورت و کشیدگی تھی اسے رفیق و الفت سے بدل دیا اور ان میں آپس میں نہ باقی رہی مگر موت و محبت“

اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ آپ نے فرمایا کہ
 ”ان شاء اللہ تعالیٰ میں اور عثمان، اور طلحہ و زبیر ان میں سے ہیں
 جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا کہ نَزَعْنَا اَلْوَيْهَ“
 حضرت مولیٰ کے اس ارشاد کے بعد بھی، ان پر الزام دینا عقل و خرد سے جنگ ہے
 مولیٰ علی سے جنگ ہے اور خدا اور رسول سے جنگ ہے۔ والعیاذ باللہ
 جب کہ تاریخ کے اوراق، شاہدِ عادل ہیں کہ حضرت زبیر کو جو نہی اپنی غلطی کا احساس
 ہوا انھوں نے فوراً جنگ سے کنارہ کشی کر لی۔

اور حضرت طلحہ کے متعلق بھی روایات میں آتا ہے کہ انھوں نے اپنے ایک مددگار
 کے ذریعے حضرت مولیٰ علی سے بیعت اطاعت کر لی تھی۔

اور تاریخ سے ان واقعات کو کون چھپیل سکتا ہے کہ جنگِ جمل ختم ہونے کے
 بعد حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ نے حضرت عائشہ کے برادرِ معظم محمد بن ابی بکر کو حکم دیا کہ وہ
 جائیں اور دیکھیں کہ حضرت عائشہ کو خدا نخواستہ کوئی زخم وغیرہ تو نہیں پہنچا۔

بلکہ عجبت تمام خود بھی تشریف لے گئے اور پوچھا
 ”آپ کا مزاج کیسا ہے؟“

انھوں نے جواب دیا۔ ”الحمد للہ اچھی ہوں۔“

مولیٰ علی نے فرمایا۔ ”اللہ تعالیٰ آپ کی بخشش فرمائے۔“

حضرت صدیقہ نے جواب دیا۔ ”اور تمھاری بھی۔“

پھر مقتولین کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہو کر، حضرت مولیٰ نے حضرت صدیقہ کی

دایسی کا انتظام کیا اور پورے اعزاز و انعام کے ساتھ محمد بن ابی بکر کی نگرانی میں، چالیس معزز عورتوں کے جھرمٹ میں ان کو جانب حجازِ خصت کیا

خود حضرت علیؑ کو شایعت کی، ہمراہ ہے۔

امام حسن میلوں تک ساتھ گئے۔

چلتے وقت حضرت صدیقہ نے، مجمع میں اقرار فرمایا کہ :-

”مجھ کو علی سے نہ کسی قسم کی کدورت پہلے تھی اور نہ اب ہے ہاں ساس داماد

(یاد یور مجاہد ج) میں کبھی کبھی جو بات ہو جایا کرتی ہے اس سے مجھے انکار نہیں“

حضرت علی نے یہ سن کر ارشاد فرمایا :-

”لوگو! حضرت عائشہؓ سچ کہہ رہی ہیں خدا کی قسم مجھ میں اور ان میں، اس سے

زیادہ اختلاف نہیں ہے، بہر حال خواہ کچھ ہو یہ دنیا و آخرت میں تمہارے نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کی زوجہ ہیں (اور اُمّ المؤمنین)

اللہ اللہ! ان یاران پیکرِ صدق و صفائیں

باہمی یہ رفیق و مؤدت اور عزت و اکرام اور ایک دوسرے کے ساتھ یہ معاملہ

تعظیم و احترام اور ان عقل سے بیگانوں اور نادان دوستوں کی حمایتِ علی کا یہ عالم

کہ ان پر لعن طعن کو اپنا مذہب اور اپنا شعار بنائیں اور ان سے کدورت و دشمنی کو مولیٰ

علی سے محبت و عقیدت ٹھہرائیں۔

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

مسلمانانِ اہلسنت اپنا ایمان تازہ کر لیں اور سن رکھیں کہ

اگر صحابہ کرام کے دلوں میں کھوٹ، نیتوں میں فتور اور معاملات میں فتنہ و

فساد، موتوں

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَهُمْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ کے کوئی معنی ہی نہیں ہو سکتے۔

صحابہ کرام کے عند اللہ مرضی و پسندیدہ ہونے کے معنی ہی تو ہیں کہ وہ مولائے
کریم ان کے ظاہر و باطن سے راضی ان کی نیتوں اور مافی الضمیر سے خوش ہے اور
ان کے اخلاق و اعمال بارگاہِ عزت میں پسندیدہ ہیں۔

اسی لیے ارشاد فرمایا ہے کہ :-

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْحَقُّ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ
”یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایمان پیارا کر دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں
میں آراستہ کر دیا ہے اور کفر اور حکمِ عدولی اور نافرمانی تمہیں
ناگوار کر دی ہے۔“

اب جو کوئی اس کے خلاف کہے اپنا ایمان خراب کرے اور اپنی عاقبت

برباد۔ والعیاذ باللہ۔



عقیدہ ثامنہ

امامت صدیق اکبرؓ

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابت مطلقہ کو امامت کبریٰ اور اس منصب عظیم پر فائز ہونے والے کو امام کہتے ہیں۔

امام المسلمین، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت سے، مسلمانوں کے تمام امور دینی و دنیوی میں حسب شرع، تصرف عام کا اختیار رکھتا ہے اور غیر معصیت میں اس کی اطاعت تمام جہان کے مسلمانوں پر فرض ہوتی ہے۔

اس امام کے لیے مسلمان آزاد، عاقل، بالغ قادر، قرشی ہونا شرط ہے۔

ہاشمی علوی اور معصوم ہونا اس کی شرط نہیں۔

ان کا شرط کرنا، روافض کا مذہب ہے جس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ برحق امراء مومنین، خلفائے ثلاثہ، ابوبکر صدیق، وعمر فاروق و عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خلافت رسول سے جدا کر دیں۔

حالانکہ ان کی خلافتوں پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے۔
مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم و حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے
ان کی خلافتیں تسلیم کیں۔

اور علویت کی شرط نے تو مولیٰ علی کو بھی خلیفہ ہونے سے خارج کر دیا۔
مولیٰ علی کیسے علوی ہو سکتے ہیں۔

رہی عصمتِ تقسیمِ انبیاء و ملائکہ کا خاصہ ہے امام کا معصوم ہونا و افضل کا مذہب ہے
(بہارِ شریعت)

ہم مسلمانانِ اہلسنت و جماعت کے نزدیک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد (خلافت و)

امامت صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

بالقطع الحقیق (قطعاً، یقیناً، تحقیقاً)

حقہ راشدہ ہے (ثابت و درست، رشد و ہدایت پر مبنی)

نہ غاصبہ جائزہ (کہ غصب یا جور و جبر سے حاصل کی گئی)

رحمت و رافت (مہربانی و شفقت)

حسن سیادت (بہتر و لائق تر امامت)

ولحفاظ مصلحت (تمام مصلحتوں سے ملحوظ)

و حمایت ملت (شریعت کی حمایتوں سے معمور)

و پناہ امت سے مزین (آراستہ و پیراستہ)

اور عدل و داد (انصاف و برابری)

و صدق و سداد (راستی و درستی)

و رشد و ارشاد (راست روی و حق نمائی)

و قطع فساد و قمع اہل ارتداد (مرتدین کی بیخ کنی)

سے محلی (سنواری ہوئی)

اول تو تلویحات و تصریحات (روشن و صریح ارشادات)

سیدالکائنات علیہ و علی آلہ افضل الصلوٰت و التحیات

اس بارے میں بہ کثرت وارد

دوسرے، خلافت اس جناب تقویٰ مآب کی
باجماع صحابہ واقع ہوئی۔

اور آپ کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تخت خلافت پر جلوں فرمانا
فرامین و احکام جاری کرنا، ممالک اسلامیہ کا نظم و نسق سنبھالنا
اور تمام امور مملکت و رزم و بزم کی باگیں اپنے دست حق پرست میں لینا، وہ
تاریخی واقعہ، مشہور و متواتر، اظہر من الشمس ہے۔
جس سے دنیا میں، موافق مخالف
حتیٰ کہ نصاریٰ و یہود و مجوس و ہنود
کسی کو انکار نہیں۔

اور ان مجاہدانہ و نوابانہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابداً ابداً سے ”شیعانِ
علی“ کو زیادہ عداوت کا بیٹی ہی ہے کہ ان کے زعم باطل میں استحقاق خلافت حضرت
مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسبغی میں منحصر تھا۔
جب حکیم الہی خلافت راشدہ، ادارہ ان تین سرداران مومنین کو پہنچی روافض نے
انہیں معاذ اللہ، مولیٰ علی کا حق پھیننے والا اور ان کی خلافت و امامت کو غاصبہ
جائزہ مٹھرایا۔

انتہا ہی نہیں بلکہ تقیہ شقیہ کی تہمت کی بدولت
حضرت اسد اللہ غالب کو عیاذاً باللہ
سخت نامرد و بزدل و تارک حق و مطیع باطل مٹھرایا۔ ع
دوستی بے خرداں دشمنی سست

الغرض آپ کی امامت و خلافت پر تمام صحابہ کرام کا اجماع ہے

اور باطل پر اجماع امت

خصوصاً اصحاب حضرت رسالت علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتحیۃ
کا ممکن نہیں

اور مان لیا جائے تو غضب و ظلم پر اتفاق سے عیاداً باللہ سب فساق ہوئے
اور یہی لوگ حاملان قرآنِ مبین و راویانِ دینِ متین ہیں
جو انھیں فاسق بتائے اپنے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک
دوسرا سلسلہ پیدا کرے یا ایمان سے لائحہ دھو بیٹھے۔
اسی طرح، ان کے بعد، خلافتِ فاروق پھر امامتِ ذی النورین، پھر
جلوہ فرمائی ابوالمحسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔



عقیدہ تاسعہ

ضروریاتِ دین

نصوصِ قرآنیہ (اپنی مراد پر واضح آیاتِ فرقانیہ)

واحادیثِ مشہورہ متواترہ (شہرت اور تواتر سے مؤید)

واجماعِ امتِ مرحومہ مبارکہ

(کہ یہ فقہِ شریعت کے اساسی ستون ہیں اور شبہات و تاویلات سے پاک

ان میں سے ہر دلیل، قطعی یقینی واجب الاذعان اور ثبوت، ان)

سے جو کچھ دربارہ الوہیت (ذات و صفاتِ باری تعالیٰ)

ورسالت (و ثبوت انبیاء و مرسلین، وحی رب العالمین)

(و کتب سماوی، و ملک و جن و لعن و حشر و نشر و قیام قیامت، قضا و قدر)

و ما کان و ما یكون (جملہ ضروریاتِ دین)

ثابت (اور ان دلائلِ قطعیہ سے مدلل، ان براہینِ واضحہ سے مبرہن)

سب حق ہے اور ہم سب پر ایمان لائے

جنت اور اس کے جانفزا احوال

کہ لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر یبال احد (وہ عظیم نعمتیں وہ عظیم عظمتیں

اور جان و دل کو مرغوب و مطلوب وہ لذتیں جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا،

اور نہ کسی کے دل پر ان کا خطرہ گذرا)

دوزخ اور اس کے جاں گزاحالات

کہ وہ ہر تکلیف و اذیت جو ادراک کی جائے اور تصور میں لائی جائے، ایک ادنیٰ حصہ ہے اس کے بے انتہا عذاب کا، والعیاذ باللہ)

قبر کے نعیم و عذاب

(کہ وہ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا)

منکر و نکیر سے سوال و جواب

روز قیامت حساب و کتاب

دو وزن اعمال (جس کی حقیقت اللہ جانے اور اس کا رسول)

و کوثر (کہ میدان حشر کا ایک حوض ہے اور جنت کا طویل و عریض چشمہ)

وصراط (بال سے زیادہ باریک، تلوار سے زیادہ تیز، پشت جہنم پر ایک پل)

وشفاعة عصاة اہل کباٹر

(یعنی گناہگار ان امت مرحومہ کہ کبیرہ گناہوں میں ملوث رہے ان کیلئے سوالِ بخشش)

اور اس کے سبب اہل کباٹر کی نجات

الی غیر ذلک من الواردات

سب حق (ہے اور سب ضروری القبول)

جبر و قدر باطل (اپنے آپ کو مجبور محض یا بالکل مختار سمجھنا دونوں گمراہی)

وَالْکِنِّ اَمْرٌ بَیْنَ اَمْرَيْنِ

(اختیار مطلق اور جبر محض کے بین بین راہ سلامتی اور اس میں زیادہ غور و فکر مہیب

ہلاکت، صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس مسئلہ میں بحث کرنے سے منع فرمائے

گئے ما و شما کس گنتی میں)

جو بات ہماری عقل میں نہیں آتی۔

اس میں خواہ مخواہ نہیں الجھتے اور اپنی اندھی اوندھی عقل کے گھوڑے نہیں دوڑاتے بلکہ

اس کو موکول بجا کرتے

واللہ عزوجل کو سوچتے کہ واللہ اعلم بالصواب

اور اپنا نصیب امتاً بہ کلّ من عند ربنا

رہناتے ہیں کہ سب کچھ حق کی جانب سے ہے سب حق ہے اور سب پر ہمارا ایمان ہے

مصطفیٰ اندامیاں آنکھ کہ می گوید بعقل

آفتاب اندر جہاں آنکھ کہ می جوید سہا

قال الرضا

عرش پہ جا کے مرغ عقل تھک کے گرا، غش آگیا
اور ابھی منزلوں پر ہے، پہلا ہی آستان ہے

یاد رکھنا چاہیے کہ

وحی الہی کا نزول، کتب آسمانی کی تمثیل، جن و ملئکہ، قیامت و بعث، حشر و نشر، حساب و کتاب، ثواب و عذاب اور جنت و دوزخ کے وہی معنی ہیں جو مسلمانوں میں مشہور ہیں اور جن پر صدر اسلام سے اب تک چودہ سو سال کے کافر مسلمین و مومنین دوسرے ضروریات دین کی طرح ایمان رکھتے چلے آ رہے ہیں مسلمانوں میں مشہور ہیں۔

جو شخص ان چیزوں کو تو حق کہے اور ان لفظوں کا تواتر کرے مگر ان کے معنی کو نہیں سمجھتا تو اسے گمراہی میں لے جائے گا۔
معنی گھڑے مثلاً یوں کہے کہ جنت و دوزخ و حشر و نشر و ثواب و عذاب سے ایسے معنی

مراد ہیں جو ان کے ظاہر الفاظ سے سمجھ میں نہیں آتے یعنی ثواب کے معنی اپنے حسنات کو دیکھ کر خوش ہونا اور عذاب، اپنے بُرے اعمال کو دیکھ کر غمگین ہونا ہیں۔ یا یہ کہ وہ روحانی لذتیں اور باطنی معنی ہیں وہ یقیناً کافر ہے کیونکہ ان امور پر قرآن پاک اور حدیث شریف میں کھلے ہوئے روشن ارشادات موجود ہیں یونہی یہ کہنا بھی یقیناً کفر ہے کہ پیغمبروں نے اپنی اپنی امتوں کے سامنے جو کلام، کلام الہی بتا کر پیش کیا وہ ہرگز کلام الہی نہ تھا بلکہ وہ سب انھیں پیغمبر کے دل کے خیالات تھے جو فوارے کے پانی کی طرح انھیں کے قلوب کے جوش مار کر نکلے اور پھر انھیں کے دلوں پر نازل ہو گئے۔

یونہی یہ کہنا کہ نہ دوزخ میں سانپ کچھو اور زنجیریں ہیں اور نہ وہ عذاب، جن کا ذکر مسلمانوں میں رائج ہے نہ دوزخ کا کوئی وجود خارجی ہے بلکہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے جو کلفت روح کو ہوئی تھی بس اسی روحانی اذیت کا اعلیٰ درجہ پر محسوس ہونا اسی کا نام دوزخ اور جہنم ہیں یہ سب کفر قطعی ہے۔

یونہی یہ سمجھنا کہ نہ جنت میں میوے ہیں نہ باغ نہ محل ہیں، نہ نہریں ہیں، نہ حوریں ہیں، نہ غلمان ہیں نہ جنت کا کوئی وجود خارجی ہے بلکہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی جو راحت روح کو ہوئی تھی بس اسی روحانی راحت کا اعلیٰ درجہ پر حاصل ہونا اسی کا نام جنت ہے یہ بھی قطعاً یقیناً کفر ہے۔

یونہی یہ کہنا کہ اللہ عزوجل نے قرآن عظیم میں جن فرشتوں کا ذکر فرمایا ہے، نہ ان کا کوئی اصل وجود ہے نہ ان کا موجود ہونا ممکن ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ہر ہر مخلوق میں جو مختلف قسم کی قوتیں رکھی ہیں جیسے پہاڑوں کی سختی، پانی کی روانی، نباتات کی فزونی، بس انھیں قوتوں کا نام فرشتہ ہے انسان میں جو نیکی کرنے کی قوتیں ہیں بس وہی اس کے فرشتے ہیں یہ بھی بالقطع والیقین کفر ہے۔

یونہی جن و شیاطین کے وجود کا انکار اور بدی کی قوت کا نام، جن یا شیطان

رکھنا کفر ہے اور ایسے اقوال کے قائل یقیناً کافر اور اسلامی برادری سے خارج ہیں

فائدہ جلیلہ :- مانی ہوئی باتیں چار قسم ہوتی ہیں۔

۱۔ ضروریات دین :-

ان کا ثبوت قرآن عظیم یا حدیث متواترہ، یا اجماع قطعی قطعاً الدلالات، واضحہ الافادات سے ہوتا ہے جن میں نہ شبہ کی گنجائش نہ تاویل کو راہ۔ اور ان کا منکر یا ان میں باطل تاویلات کا مرتکب کافر ہوتا ہے۔

۲۔ ضروریات مذہب الہدیت و جماعت :-

ان کا ثبوت بھی دلیل قطعی سے ہوتا ہے مگر ان کے قطعی الثبوت ہونے میں ایک نوع شبہ اور تاویل کا احتمال ہوتا ہے اسی لیے ان کا منکر کافر نہیں بلکہ گمراہ بد مذہب، بد دین کہلاتا ہے۔

۳۔ ثابتات محکمہ :-

ان کے ثبوت کو دلیل ظنی کافی، جب کہ اس کا مفاد اکبر رائے ہو کہ جانب خلاف کو مطروح و مضمحل اور التفات خاص کے ناقابل بنادے۔ اس کے ثبوت کے لیے حدیث احاد، صحیح یا حسن کافی اور قول، سواد اعظم و جمہور علماء کا سند و انفی

فَاتَّيِدُ اللّٰهَ عَلٰى الْجَمَاعَةِ

ان کا منکر وضوح امر کے بعد غلطی و آثم خطار کار و گمراہ گار قرار پاتا ہے، نہ بد دین و گمراہ نہ کافر و خارج از اسلام۔

۴۔ ظنیات محتملہ :-

ان کے ثبوت کے لیے ایسی دلیل ظنی بھی کافی، جس نے جانب خلاف کے لیے بھی گنجائش رکھی ہو۔ ان کے منکر کو صرف محظی و فصولاً کہا جائے گا نہ گناہ گار، چہ جائیکہ گمراہ، چہ جائیکہ کافر۔

ان میں سے ہر بات :- اپنے ہی مرتبے کی دلیل چاہتی ہے جو فرق مراتب نہ کرے اور ایک مرتبے کی بات کو، اس سے اعلیٰ درجہ کی دلیل مانگے وہ جاہل ہو قیوف ہے یا مکار فیسیوف۔ ع۔

ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مقامے دارد

اور ع۔ گز فرق مراتب نہ کنی زند یقی

اور بالخصوص قرآن عظیم بلکہ حدیث ہی میں تصریح صریح ہونے کی تو اصلاً ضرورت نہیں حتیٰ کہ مرتبہ اعلیٰ یعنی ضروریات دین میں بھی۔

بہت باتیں ضروریات دین سے ہیں جن کا منکر یقیناً کافر مگر بالتصریح ان کا

ذکر آیات و احادیث میں نہیں۔ مثلاً باری عزوجل کا جہل محال ہونا۔

قرآن عظیم میں اللہ عزوجل کے علم و احاطہ علم کا لاکھ جگہ ذکر ہے مگر امتناع و امکان کی بحث کہیں نہیں پھر کیا جو شخص کہے کہ واقع میں تو بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے عالم الغیب والشہادۃ ہے۔ کوئی ذرہ اس کے علم سے چھپا نہیں۔

مگر ممکن ہے کہ جاہل ہو جائے تو کیا وہ کافر نہ ہوگا کہ اس کے امر ان کا سلب صریح

قرآن میں مذکور نہیں۔ حاشا للہ۔ ضرور کافر ہے اور جو سے کافر نہ کہے خود کافر، تو جب

ضروریات دین ہی کے ہر جزئیہ کی تصریح صریح، قرآن و حدیث میں ضرور نہیں تو ان سے

ترک اور کسی درجے کی بات پر یہ مڑ چڑاپن کہ ہمیں تو قرآن ہی میں دکھاؤ ورنہ ہم نہ مانگے

نری جہالت ہے یا صریح ضلالت۔

مگر جنون و تعصب کا علاج کسی کے پاس نہیں۔

تو خوب کان کھول کر سن لو اور لوحِ دل پر نقش کر رکھو کہ جسے کہتا سنو،

اماموں کا قول نہیں جانتے ہمیں تو قرآن و حدیث چاہیے جان لو کہ یہ گمراہ ہے،

جسے کہتا سنو کہ ہم حدیث نہیں جانتے ہمیں صرف قرآن درکار ہے سمجھ لو کہ یہ بددین

دین خدا کا بدخواہ ہے۔

مسلمانو! تم ان گمراہوں کی ایک نہ سنو اور جب تمہیں قرآن میں شبہ ڈالو

تم حدیث کی پناہ لو۔ اگر حدیث میں این و آن نکالیں تم ائمہ دین کا دامن پکڑو،

درجے پر آکر حق و باطل صاف کھل جائے گا اور ان گمراہوں کا اڑایا ہوا سارا غبار،

کے برستے ہوئے بادلوں سے دھل جائے گا اور اس وقت یہ ضال، مضل طائفے بھٹکے

نظر آئیں گے۔ كَانَهُمْ حَبْرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ فَوَّتَّ مِنْ قَسْوَرَةٍ ط

(الصَّارِمِ الرَّبَّانِيِّ مَلْحَضًا)



عقیدہِ عاشرہ

شریعت و طریقت

شریعت و طریقت، دو راہیں متبائن نہیں
(کہ ایک دوسرے سے جدا اور ایک دوسرے کے خلاف ہوں)

بلکہ بے اتباع شریعت، خدا تک وصول محال

شریعت تمام احکام جسم و جان و روح و قلب، و جملہ علوم الہیہ و

معارف نامتناہیہ کو جامع ہے جن میں سے ایک ایک ٹکڑے کا نام طریقت

معرفت ہے ولہذا باجماع قطعی، جملہ اولیائے کرام کے تمام حقائق کو شریعت

مطہرہ پر عرض کرنا فرض ہے اگر شریعت کے مطابق ہوں، حق و مقبول ہیں ورنہ

مردود و مخدول (مطہر و دنا مقبول)

تو یقیناً قطعاً شریعت ہی اصل کار ہے، شریعت ہی مناط و مدار ہے شریعت ہی

محکم و معیار ہے اور حق و باطل کے پرکھنے کی کسوٹی۔

شریعت راہ کو کہتے ہیں اور شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتیمۃ کا ترجمہ ہے

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی راہ۔ اور یہ قطعاً عام و مطلق ہے نہ کہ صرف

ہذا احکام جسمانی سے خاص

یہی وہ راہ ہے کہ پانچوں وقت، ہر نماز بلکہ ہر رکعت میں اس کا مانگنا اور اس پر

بیزستگامت کی دعا کرنا ہر مسلمان پر واجب فرمایا ہے کہ ”اٰهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ“

ہم کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ پر چلا، ان کی شریعت پر ثابت قدم رکھ
 یوں، طریق، طریقہ، طریقت راہ کو کہتے ہیں نہ کہ پہنچ جانے کو
 تو یقیناً طریقت بھی راہ ہی کا نام ہے اب اگر وہ شریعت سے جدا ہو تو لبشہادت
 قرآن عظیم خدا تک نہ پہنچائے گی بلکہ شیطان تک۔
 جنت تک نہ لے جائے گی بلکہ جہنم میں
 کہ شریعت کے سوا سب راہوں کو قرآن عظیم باطل و مردود فرما چکا۔
 لاجرم ضرور ہوا کہ طریقت ہی شریعت ہے اسی راہ روشن کا ٹکڑا ہے۔
 اس کا اس سے جدا ہونا محال و ناممکن ہے۔

جو اسے شریعت سے جدا جانتا ہے اسے راہ خدا سے توڑ کر راہ ابلیس مانتا ہے
 مگر حاشا، طریقت حقہ راہ ابلیس نہیں قطعاً راہ خدا ہے)

نہ بندہ کسی وقت، کیسی ہی ریاضات و مجاہدات بجالائے
 (کیسی ہی ریاضتوں، مجاہدوں اور چلہ کشیوں میں وقت گزار جائے)
 اس رتبہ تک پہنچے کہ

تکالیف شرع (شرعیات مطہرہ کے فرامین و احکام امر و نہی)
 اس سے ساقط ہو جائیں

اور اسے اس پے لگام و شتر بے زمام کر کے چھوڑ دیا جائے
 (قرآن عظیم میں فرمایا اِنَّ رَیِّ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ)
 بے شک اسی سیدھی راہ پر میرا رب ملتا ہے

اور فرمایا اِنَّ هٰذَا صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ الْاٰیَاتِ
 شروع رکوع سے احکام شریعت بیان کر کے فرماتا ہے اور اے محبوب تم فرمادے
 کہ یہ شریعت میری سیدھی راہ ہے تو اس کی پیروی کرو اور اس کے سوا اور راستوں کے پیروی

نہ لگ جاؤ کہ وہ تمہیں خدا کی راہ سے جدا کر دیں گے“

دیکھو قرآن عظیم نے صاف فرمادیا کہ شریعت ہی صرف وہ راہ ہے جس کا سنتہا اللہ ہے۔ اور جس سے وصولی الی اللہ ہے۔ اس کے سوا آدمی جو راہ چلے گا اللہ کی راہ سے دور پڑے گا“

طریقت میں جو کچھ منکشف ہوتا ہے، شریعت ہی کے اتباع کا صدقہ ہے ورنہ بے اتباع شرع، بڑے بڑے کشف، راہبوں، جوگیوں، سیناسیوں کو دیے جاتے ہیں۔ پھر وہ کہاں تک لے جاتے ہیں اسی نازحجیم و عذاب الیم تک پہنچاتے ہیں مقلد الحرفاء

صوفی وہ ہے کہ اپنے ہوا (اپنی خواہشوں، اپنی مرادوں)

کو تابع شرع کرے (بے اتباع شرع کسی خواہش پر نہ لگے)

نہ وہ کہ ہوا (دوسوں اور نفسانی خواہشوں)

کی خاطر، شرع سے دست بردار ہو (اور اتباع شریعت سے آزاد)

شریعت غدا ہے اور طریقت قوت

جب غذا ترک کی جائے گی قوت آپ زوال پائے گی

شریعت آئینہ ہے اور طریقت نظر (اور)

آنکھ پھوٹ کر نظر (کا باقی رہنا) غیر متصور

(عقل سلیم قبول نہیں کرتی تو شریعت مطہرہ میں کب مقبول و معتبر)

بعد از وصول (منزل)

اگر اتباع شریعت سے بے پروائی ہوتی

(اور احکام شرع کا اتباع لازم و ضرور نہ رہتا یا بندہ اس میں محنت نہ ہوتا)

توسید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم اور

امام الواصلین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ

اس کے ساتھ احق ہوتے

(اور ترک بندگی و اتباع شرع کے باب میں سب سے مقدم و پیش رفت)

نہیں (یہ بات نہیں اور ہرگز نہیں)

بلکہ جس قدر قرب (حق) زیادہ ہوتا ہے

شرع کی باگیں اور زیادہ سخت ہوتی جاتی ہیں (کہ)

حسنات الابرار، سیئات المقربین

نزدیکیاں را ہمیش بود حیرانی

اور جن کے رتبے ہیں سوا، ان کو سوا مشکل ہے

آخر نہ دیکھا کہ سید المعصومین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات، رات بھر عبادات و نوافل میں مشغول اور کراہت کے لیے گریاں و ملول رہتے

نماز پنجگانہ تو حضور پر فرض تھی ہی نماز تہجد کا ادا کرنا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر لازم بلکہ فرض قرار دیا گیا جب کہ امت کے لیے وہی سنت کی سنت ہے۔

حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا گیا کہ کچھ لوگ زعم کرتے ہیں کہ احکام شریعت تو اصول کا ذریعہ تھے اور ہم واصل ہو گئے یعنی اب ہمیں شریعت کی کیا حاجت؟

فرمایا وہ سچ کہتے ہیں، واصل ضرور ہوئے، مگر کہاں تک؟ جہنم تک

چرا اور زانی ایسے عقیدے والوں سے بہتر ہیں میں اگر ہزار برس جیوں تو ذائقہ و واجبات تو بڑی چیز ہیں۔ جو نوافل و مستحبات مقرر کر دیے ہیں بے عذر شرعی ان میں کچھ کم نہ کروں۔

تو خلق پر تمام راستے بند ہیں مگر وہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشان قدم کی پیروی کرے۔

خلاف پیمبر کے رہ گزید
کہ ہرگز بہ منزل نہ خواہ رسید

توہین شریعت کفر

(اور علمائے دین متین کو سب و شتم، آخرت میں فضیحت و رسوائی کا موجب)

اور اس کے دائرہ سے خروج، فسق (و نافرمانی)

صوفی (تقویٰ شعار) صادق (اعمال)

عالم سنی صحیح العقیدہ پر خدا اور رسول کے فرمان (واجب الاذعان کے مطابق)

ہمیشہ یہ عقیدت رکھتا ہے کہ (ہیماں اصل میں بیاض ہے)

(علمائے شرع مہین وارثان خاتم النبیین میں اور علوم شریعت کے نگہبان و

علمبردار۔ تو ان کی تعظیم و تکریم، صاحب شریعت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و

تکریم ہے اور اس پر دین کا مدار)

اور عالم متدین، خدا طلب

(خدا پرست، خدا ترس، خدا آگاہ)

ہمیشہ صوفی سے (ہیماں اصل میں بیاض ہے)

(بتواضع و انکسار پیش آئے گا کہ وہ حق آگاہ اور حق کی پناہ میں ہے)

اور اسے اپنے سے افضل و اکمل جانے گا (کہ وہ دنیاوی آکاشوں سے پاک ہے)

جو اعمال اس (صوفی صافی، حق پرست و حق آگاہ) کے

اس کی نظر میں قانون تقویٰ سے باہر نظر آئیں گے

(ان سے صرف نظر کر کے معاملہ، عالم الغیب والشہادۃ پر چھوڑے گا بمصدق)

{ ایک جمالِ عیبِ خلیتینم
{ طعنہ بر عیبِ دیگرانِ مکنید }

اے اللہ! سب کو ہدایت اور

اس پر ثبات و استقامت (ثابت قدمی)

اور اپنے محبوبوں اور سچے پکے عقیدوں پر

جہان گزران سے اٹھا۔ آمین یا ارحم الراحمین

اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَإِلَيْكَ الْمَشِيئَةُ وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى الْحَبِيبِ الْمُصْطَفَى وَعَلَى آلِهِ الطَّيِّبِينَ

وَصَحْبِهِ الطَّاهِرِينَ أَجْمَعِينَ

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

العبد

محمد خلیل خان قادری البرکاتی المارہری عفی عنہ

دارالعلوم "احسن البرکات" (ٹرسٹ)

حیدرآباد، پاکستان

۱۲ رجب المرجب ۱۴۰۱ھ مطابق، مارچ ۱۹۸۱ء



روح کی زندگی کا بیوت
 جامع یکمل اور مستند کتاب

روح کی زندگی کا بیوت
 روح کی زندگی کا بیوت
 روح کی زندگی کا بیوت
 روح کی زندگی کا بیوت

قیمت / ۳۰ روپے

فریدیکس ٹالہم اڈو بار لاہور

مَنِيرُ الْعَيْنِ فِي حُكْمِ الْعَدْلِ وَالْإِسْلَامِ
۱۳۰۱ م

انگوٹھے چوڑے

علیٰ حضرت امام احمد رضا خان بیروی علیہ الرحمہ

قیمت / ۱۵ روپے

فریدی کسٹل ۴۰ اردو بازار لاہور

تَحْقِيقُ الْقَدِيرِ

بِأَنْبِيَاءِنَا وَسُلَاطِينِنَا

عَلَيْهِمْ سَلَامٌ أَحْمَدُ ضَا بَرِيلَوِي قَدِسْتَه

قیمت ۹ / روپے

فرید پور، پاکستان
۲۰۰۰، اردو بازار، لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عزت عظیم البرکت اور دیگر اکابر اہل سنت کے مجموعہ عملیات

کا لاجواب انتخاب

یعنی

شمع سبستانِ رضا

مکمل چار حصے

مرتبہ

اقبال احمد نوری

قیمت ڈسٹ کور / ۳۳ روپے

قیمت فوم جلد / ۳۶ روپے

رومی پبلیکیشنز اینڈ پرنٹرز، لاہور

مَنْ يُرِيدِ اللَّهُ تَجَارِبَهَا، يُفِيهِمْ فِي الدِّينِ

اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی (کرنا) چاہتا ہے اُسے دین کی فقہ (مجھ) عطا فرماتا ہے

سُؤَالُ مُسْتَمْسِكِ رِوَايَاتِ

(کامل)

جِلْدِ اَوَّلِ

(حصہ اول تا پنجم)

خلیل ملت حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خان برکاتی قدس سرہ

قیمت / ۲۲ روپے

الناشر

فرید بک سٹال

۴۰۔ اُردو بازار، لاہور۔ فون نمبر ۳۱۲۱۷۳

مَنْ يُرِيدِ اللَّهُ تَجَارِبًا يَفِيهِمُ فِي الدِّينِ

اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی (کرنا) چاہتا ہے اسے دین کی نصیحت (تجربہ) عطا فرماتا ہے

سُنَّہِ رَسُوْلِهِ (کامل) فی بابی رِیوڑ

جلد دوم

(حصہ ششم تا نہم)

خلیل ملت حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خان برکاتی قدس سرہ

قیمت / ۲۶ روپے

فرید بک سٹال

۴۰۔ اُردو بازار، لاہور۔ فون نمبر ۳۱۲۱۶۳



